نمبر ۱۲۳ | مورخہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۱۱ اپریل سے پیچش کی شکایت ہو گئی ہے جس کی وجہ سے حضور کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی صحت ابھی تک پورے طور پر اچھی نہیں ہوئی۔ گو پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ دعائے صحت فرمائی جائے۔

۱۱ اپریل جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب میرپور اور جموں سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے اہم خدمات سرانجام دینے کے بعد تشریف لے آئے۔

۱۲ اپریل مولوی فخر الدین صاحب ہتشر اور مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی منڈوال ضلع کیمل پور میں ایک مناظرہ کیلئے روانہ کئے گئے۔

۱۳ اپریل علاقہ بیٹ میں ایک تبلیغی وفد جو مبلغین کلاس کے چند طلباء پر مشتمل ہے بھیجا گیا۔ چندہ ان ہوئے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلبہ میں علمی ترقی کے لئے جناب مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر کی مساعی سے ریڈیو کاسٹ لگا دیا گیا ہے۔

سر مہر شاہ صاحب کے خلاف مسلمانانِ ریاست جموں کی آواز

شاہ صاحب کو وزیر مقرر نہ کیا جائے

عام افواہ ہے۔ کہ نواب سر مہر شاہ صاحب ریاست جموں و کشمیر میں وزارت کے عہدہ پر متعین کئے جانیوالے ہیں۔ اس تجویز کے خلاف ہمارے پاس ریاست کے مسلمانوں کی ذمہ دار جماعتوں کی طرف سے تاریں اور خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ جن میں ریاست کے مسلمان ان کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں چنانچہ ایک قوی سردار انجمن کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی ہے جس میں لکھا ہے:-

"سر مہر شاہ کے متعلق بیان کل سے افواہ سنی جا رہی ہے جو ہماری پریشانی میں اضافہ کر رہی ہے...... ان کا تقرر مسلمانوں کے لئے تو زہر ہلاہل ہے مسلمانانِ ریاست کو وزارتوں اور ذمہ دار عہدوں پر بالخصوص ان مسلم ہستیوں کی اشد ضرورت ہے۔ جو صحیح طریق پر مسلمانوں کے جذبات کا احترام رکھیں۔ اور دلیرانہ جرأت اسلامی کے ساتھ نمائندگی کریں۔ ہمیں ان خود پرستوں کی ضرورت نہیں جو محض اپنے مفاد کی خاطر مظلوم مسلمانوں کو بے دھڑک قربان کرتے ہیں جیسا کہ شاہ صاحب نے اپنے مسلم کش شیوہ سے مسلمانوں کو باخبر کر دیا ہوا ہے ہمیں نام کا مسلمان وزیر نہیں چاہئے"۔

اسی طرح دوسرے مسلمانانِ ریاست بھی ان سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ایک ایسے شخص کو وزارت کے عہدہ پر لگانا جس پر لوگوں کو اعتماد نہیں۔ کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔ اور مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی بجائے ان کی بے چینی میں مزید اضافہ کا موجب ہوگا۔ پس ہم مہاراجہ صاحب بہادر سے درخواست کریں گے۔ کہ اگر وہ چاہتے ہیں۔ کہ ریاست میں حقیقی امن قائم ہو۔ اور رعایا کی بے چینی دور ہو۔ تو ان کو چاہئے وہ ہرگز ایسے شخص کو اس عہدہ پر متمکن نہ کریں جس پر کہ مسلمانوں کو بالکل اعتماد نہیں۔ ایسے شخص کا تقرر مسلمانوں کے ساتھ صریح ناانصافی ہوگی۔ اور ان کی بے چینی کو دور کرنے کی بجائے اس میں اضافہ کا موجب بنے گا۔ ہمیں امید ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب بہادر دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے ہرگز اس امر کی منظوری نہیں دیں گے۔

خاکسار شمس کاشمیری برائے سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی

عیدالاضحیٰ کے متعلق ضروری احکام

دُوسری عید عیدالاضحیٰ کہلاتی ہے۔ جو ہر سال دس تاریخ ماہ ذوالحجہ کو منائی جاتی ہے ؛۔

آج کل عید الضحیٰ کا لفظ غلط طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ حالانکہ صحیح لفظ عیدالاضحیٰ ہے۔ اضحیٰ کے معنے قربانی کے ہیں۔ اور اسی لئے اسے یوم النحر بھی کہتے ہیں۔ اس عید کے متعلق مندرجہ ذیل شرعی احکام سے آگاہ ہونا ضروری ہے ؛۔

۱۔ قربانی کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر تاکید فرمائی ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ وُہ شخص جو استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا۔ اسے چاہیئے۔ وُہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ اور استطاعت کے متعلق فقہاء نے یہ ضابطہ مقرر کیا ہے۔ کہ جس شخص کے پاس جائداد بقدر نصاب شرعی (مسکن، متاع مسکن، سواری اور خادم کے سوا) ساڑھے باون روپے کی ہو اس پر قربانی لازم ہے۔ زمین۔ زیور۔ اسباب تجارت اور مکان جو رہائشی نہ ہو۔ کی مالیت جائداد میں ہی محسُوب ہوگی۔ بلکہ بقول بعض کتب غیر دینی اور ان کتابوں کے دوہرے نسخے بھی جائداد میں شمار کئے جائیں گے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سنت کو تازہ کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے صحابہؓ نے ایک دفعہ سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قربانی کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السّلام۔ یہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سنت ہے پس قربانی کرنا امر مسنون ہے۔ اور اس کی یہاں تک تاکید ہے۔ کہ ذی استطاعت مسافر کو بھی قربانی دینی چاہیئے ؛۔

۲۔ عید کے روز غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ کپڑے سُتھرے اور صاف پہننا اور خوشبو لگانا سنت نبوی ہے ؛۔

۳۔ عیدگاہ میں نماز عید کے لئے آتے اور جاتے ہوئے تکبیر کہنا مستحب ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ؛۔

۴۔ حج کے دن صبح سے لے کر آخری یوم تشریق کی نماز عصر تک فرض نمازوں کے سلام کے بعد درمیانی آواز سے تکبیر مذکورہ کہنی چاہیئے ؛۔

۵۔ حدیث میں آتا ہے۔ ان النبی صلعم کبّر فی العیدین فی الاولیٰ سبعا وفی الاخرۃ خمسا قبل القراءۃ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں بلند آواز سے کہتے ؛۔

۶۔ حدیث میں آتا ہے۔ فبدأ بالصلوٰۃ قبل الخطبۃ بغیر اذان۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ سے پہلے عید کی نماز شروع کر دیتے۔ بغیر اذان واقامت کے۔ پس عیدین کی نماز دونوں میں نماز پہلے۔ اور خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔ نیز نماز عید میں اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی ؛۔

تبریکِ عید

ہلالِ عید بہ نیک فال ست
نوائے جاں فزا رو رونقِ گل
صبا آوردہ بوئے عنبر بیز
زمیں چوں لالہ زار از خونِ قرباں
نکہت آور سرِ جاں بہر جاناں
بکوئے یار از جاہت نہ پرسند
دریں رہ زد قدم شخصے کہ زہرش
کمر کُن چوں کمان وچہرہ افروز
سبز و آرائش صُورت کہ امروز
یتیمے گوگر از برگشتہ محرُوم
چو مشتاقاں بیک جا جمع گردند
مسیح وقت باشان نبوّت
زمینِ قادیاں از جمع مردم
بپا از شورِ ہستی در ما غم
بیانِ پرتوِ فیضانِ قُدسی

پیامِ دوست بعد از ماہ و سال ست
ہوائے صاف و وقتِ اعتدال ست
نویدِ دلبر و روزِ وصال ست
تماشاگاہ بیعِ جان و مال ست
گرت شوقِ متاعِ بے زوال ست
کمالِ عشق برتر از کمال ست
بسے شیریں تر از آبِ زلال ست
سر نو از برائے ایں مثال ست
تماشائے منظرِ حسن و جمال ست
کہ وا آغوشِ ربِّ لایزال ست
نہ وقتِ تمنا و سوال ست
صفائے حُسن او از خط و خال ست
نشانے از خدائے ذوالجلال ست
قیامت شُد ندانم یا چہ حال ست
عجب آئینہ نقشِ خیال ست

خاکسار سید ابوالحسن قدسی

۷۔ نماز عید میں عورت۔ مرد سب کو شامل ہونا چاہیئے۔ عورتوں کے متعلق یہاں تک تاکید ہے۔ کہ اگر وُہ نسوانی معذوریوں میں مبتلا ہوں۔ اور نماز میں شریک نہ ہو سکیں۔ تو بھی تکبیر اور دُعا میں شامل ہو جائیں ؛۔

۸۔ خطبہ عید سے فارغ ہونے کے بعد ضروری ہے۔ کہ جس راستہ سے عیدگاہ میں آئیں۔ اسے چھوڑ کر واپسی پر دوسرا راستہ اختیار کیا جائے حدیث میں آتا ہے۔ اذا کان یوم عید خالف الطریق (بخاری) جب عید کا دن ہوتا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم راستوں میں اختلاف رکھتے۔ یعنی ایک راستہ سے جاتے۔ اور دوسرے راستہ سے آتے ؛۔

۹۔ حدیث میں آتا ہے۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اول ما نبدأ به فی یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل ذالک فقد اصاب سنتنا ومن نحر قبل الصلوٰۃ فانما ھو لحم قدمہ لاھلہ لیس من النسک فی شیء (بخاری) اس حدیث سے مندرجہ ذیل احکام معلوم ہوتے ہیں (۱) قربانی بعد از نماز عید کرنی چاہیئے۔ (۲) نماز عید سے قبل قربانی کرنا اصل غرض قربانی کو مفقود کرنا ہے۔ (۳) اگر کوئی نماز عید سے قبل قربانی کا جانور ذبح کر دے۔ تو حدیث میں آتا ہے۔ من ذبح قبل ان یصلی فلیذبح اخرٰی مکانھا۔ (بخاری) یعنی دوبارہ قربانی کرے ؛۔

قربانی کے جانور کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے ؛۔

(۱) اونٹ نر و مادہ۔ گائے نر و مادہ۔ بکرا نر و مادہ اور دُنبہ نر و مادہ سے ہو سکتی ہے۔ بھیڑ نر و مادہ اور بھینس نر و مادہ بھی فقہا نے جائز قرار دی ہے۔ پہلی چار قسمیں پچھلی دو قسموں سے افضل ہیں۔ کیونکہ سنت سے وہی ثابت ہیں (فقہ احمدیہ)

(۲) گائے اور بھینس کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔ اور اونٹ میں افضل تو یہی ہے کہ سات کس شریک ہوں لیکن دس کے لئے بھی اونٹ کفائت کر سکتا ہے۔ باقی اقسام میں ایک ایک آدمی کی طرف سے ایک ایک جانور کی قربانی ہونی چاہیئے (فقہ احمدیہ)

(۳) وُہ گھر والے جن کا کمانے والا ایک ہے۔ اور اس ایک کی آمدنی پر سب کی گزران ہے۔ وُہ سب گھر والوں کی طرف سے ایک بکرا یا دنبہ یا بھیڑ قربان کر سکتا ہے (۴) اگر علیحدہ علیحدہ کمانے والے ہوں۔ تو علیحدہ علیحدہ قربانی کا جانور ذبح کرنا چاہیئے۔ (۵) قربانی دو سال سے کم عمر کے جانور کی نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اگر دو سال کی پوری میسر نہ آئے۔ تو دُنبہ ایک سال کا بھی جائز ہے۔ بھیڑ کا بھی اسی پر قیاس ہے۔ بکرا ایک سال کا جائز نہیں خصی اور غیر خصی دونوں جائز ہیں (۶) مندرجہ ذیل عیب قربانی کے جانور میں نہ ہونے ضروری ہیں۔ کان چرا۔ سینگ ٹوٹا۔ اندھا۔ کانا۔ لنگڑا۔ نہایت دُبلا و لاغر۔ بیمار۔ اگر سالم سینگوں والا نہ ملے۔ تو جس کا سینگ یا کان نصف سے کم کٹا ہُوا ہو۔ وُہ بھی جائز ہے (۷) قربانی کا جانور وہی ذبح کرے جس پر قربانی فرض ہو۔ اگر خود ذبح نہ کر سکتا ہو۔ تو دوسرے کو قائمقام کر دے۔ (۸) قربانی کی کھال۔ گوشت وغیرہ خواہ گھر میں خرچ کیا جائے۔ خواہ مساکین اور اقارب میں تقسیم کریں۔ سب طرح جائز ہے (۹) حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے حضور سوال پیش ہوا۔ کہ قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا جائز ہے۔ یا نہیں اس پر حضورؑ نے فرمایا "صدقہ کے واسطے مسلم یا غیر مسلم کی قید ضروری نہیں۔ کافر محتاج مسکین کو بھی صدقہ دیا جا سکتا ہے۔ ایسا ہی دعوت کے واسطے بھی جائز ہے۔ کہ تالیف قلوب کے واسطے غیر مسلم کو دعوت کی جائے" (۱۰) قربانی ۱۲ ذوالحجہ تک دی جا سکتی ہے ؛۔ خاکسار شیخ مبارک احمد مولوی فاضل (جامعہ)

269

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

معاملات کشمیر کے متعلق آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایڈریس

ہزایکسیلنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے ۴- اپریل کو ہندوستان کے معزز ترین اور سرکردہ اصحاب کے جس وفد نے معاملات ریاست کشمیر کے متعلق وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔ اس نے مفصل زبانی گفتگو کرنے کے علاوہ تحریری ایڈریس بھی پیش کیا۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:-

شکریہ

مسلمانوں کی طرف سے بالعموم اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے بالخصوص ہم یور ایکسیلنسی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ہمیں یہ موقعہ دیا ہے۔ کہ ریاست جموں و کشمیر کی موجودہ صورتِ حالات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ اس بات کا احساس رکھتے ہوئے کہ مسلمانانِ کشمیر کو مدت دراز سے اپنی حکومت سے جو حقیقی شکایات ہیں۔ نیز اس شدید بے اطمینانی کو مدنظر رکھتے ہوئے جو مدت سے ان کے اندر موجود ہے، اور جس کے نتیجہ میں حال میں وہاں بعض ناخوشگوار واقعات ظہور میں آئے ہیں۔ ہمارے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار ہی نہ تھا۔ کہ آپ تک رسائی حاصل کر کے ان شکایات کو پیش کرتے ہوئے یور ایکسیلنسی کی توجہ اس طرف مبذول کرائیں۔ نہ صرف اس لئے کہ آپ ہی ہندوستان کی حکومت بالا کے نمایندہ ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ کشمیر گورنمنٹ ہماری بات سننے پر آمادہ نہیں ہو سکی:-

ریاستی معاملات سے برٹش انڈیا کے مسلمانوں کا تعلق

یور ایکسیلنسی! ہم پر بعض اوقات اعتراض کیا گیا ہے کہ ہم ایک ہندوستانی ریاست کے معاملات میں مداخلت کرتے ہیں جس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن ہمارا دعوےٰ ہے کہ ریاستوں میں ہمارے ہموطنوں یا ہم مذہبوں کی مصائب اور پریشانیوں سے برٹش انڈیا اور مسلمانوں کا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ وہ برٹش انڈیا کا ایک اہم حصہ ہیں:-

اس زمانہ میں جبکہ کسی خود مختار سلطنت میں بھی اگر خلاف انسانیت حالات موجود ہوں۔ تو نہ صرف ہمسایہ حکومتوں کا بلکہ تمام مہذب دُنیا کا اس میں دخل دینا کوئی غیر متعلق بات نہیں سمجھی جا سکتی۔ ہمیں کشمیر کے اندر صحیح معنوں میں ظالمانہ حالات کی موجودگی کے متعلق اعلیٰ طاقت یا کشمیر گورنمنٹ کو متوجہ کرنے کے لئے اپنا حق ثابت کرنے کے لئے دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں:-

ریاست کشمیر کا موجودہ نظام حکومت

یور ایکسیلنسی نے حال میں ایوان والیان ریاست میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستانی ریاستوں میں رعایا کی فلاح و بہبود کی خاطر ایک مکمل تسلی بخش اور بتدریج ترقی کرنے والی حکومت کے قیام کی ضرورت واضح کی تھی۔ اور ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ حقیقت یور ایکسیلنسی کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ریاست کشمیر کا انتظام ایک لمبے عرصہ سے ان تمام ضروری خصائص سے خالی ہے۔ جو ایک اعلےٰ درجہ کی حکومت کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں:-

اقلیت کا اجارہ

ایک لمبے عرصہ سے وہاں ایک خاص قوم بلا شرکت غیرے حکومت کرتی آ رہی ہے۔ جس کی آبادی وہاں ۵ فیصدی سے زیادہ نہیں۔ یہ قوم چونکہ فطرتاً حکومت میں اپنے اجارہ کو برقرار رکھنے کی آرزومند ہے اس لئے مسلمانوں کی تعلیمی اور اقتصادی ترقی کو اپنے لئے خطرہ عظیم سمجھتی رہی۔ اور اس لئے یہ بات ہرگز حیرت انگیز نہیں۔ کہ اکثریت کی ترقی یا مفاد کو ریاست کے انتظام میں کبھی کوئی اہمیت نہیں دی گئی:-

مسلمانانِ کشمیر کی ابتدائی انسانی حقوق سے محرومی

وزارتوں اور ریاست کے مختلف محکمہ جات سے مسلمانوں کی عملی بے دخلی نیز سخت اور ان کے لئے مخصوص قوانین نے کشمیر کے مسلمانوں کو ابتدائی انسانی حقوق سے بھی محروم کر رکھا ہے۔ اور طبعی عمل و ردعمل کے نتیجہ میں حال ہی میں ان کے اندر یہ احساس پیدا ہوا ہے۔ کہ ریاست کے نظم و نسق اور آئین سازی میں ان کی مؤثر نمائندگی ہونی چاہئیے۔ اور ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ مطالبہ بالکل جائز اور مناسب ہے۔ اور جب تک اسے منظور نہ کیا جائیگا کشمیر کی مسلم رعایا کی حالت میں کسی قابل ذکر اصلاح کی توقع نہیں۔ اس لئے ہم یور ایکسیلنسی سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اپنے رسوخ کو کام میں لا کر مہاراجہ صاحب بہادر سے اس مطالبہ کو پورا کرا دیں۔ حکومت برطانیہ کے ہندوستان میں نمائندے ہمیشہ اس اصول کے حامی رہے ہیں۔ کہ رعایا کو ملکی نظم و نسق میں ترقی پذیر حصہ ملنا چاہئیے۔ اور ہمیں کوئی شک نہیں۔ کہ یور ایکسیلنسی جن کے متعلق ہمیں یقین ہے۔ کہ اس اصول پر پختہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ ریاست میں اس کے نفاذ کی سفارش کرینگے۔ اور رعایا کے مطالبات کو منظور کرنے کے لئے یہی اصول بنیاد قرار دیا جائیگا۔

گلینسی کمیشن کی ہیئت ترکیبی

ہمیں بڑی امید تھی۔ کہ گلینسی کمیشن جسے مہاراجہ صاحب نے مقرر کیا ہے اس بات کی سفارش کرے گا۔ لیکن جس طریق پر اس کے ارکان کا انتخاب کیا گیا۔ اور مسلمانوں کو جائز نمائندگی سے جس طرح محروم رکھا گیا۔ اس نے ہمیں مایوس کر دیا ہے۔ دُوسری اقوام کے نمائندے تو پبلک جماعتوں کے مشوروں سے مقرر کئے گئے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں سے یہ سلوک روا نہیں رکھا گیا۔ اور ہم اس امر پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے جو لوگ مقرر کئے گئے ہیں۔ اول تو تناسب آبادی کے لحاظ سے ان کی تعداد ہی بہت کم ہے۔ اور پھر وہ دستور اساسی کی ترتیب و تدوین کی اہلیت نہیں رکھتے:-

مسلمانوں کے لیڈروں کو جیلوں سے نکالا جائے

مسلمانوں کے با اثر لیڈر جیلوں میں ہیں۔ اور ان کی عدم موجودگی میں عوام الناس اپنے خیالات کو ترتیب بھی نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ وہ پوری قوت کے ساتھ انہیں پیش کر سکیں۔ اس لئے ہم یور ایکسیلنسی سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ مہاراجہ صاحب کو مشورہ دیں۔ کہ وہ کمیشن کو از سرِ نو ترتیب دیں۔ اور مسلم پبلک کے مشورہ سے اس میں ان کے نمائندے لئے جائیں۔ ان کی آبادی کی رعایت سے انہیں نمائندگی عطا کریں اور مسلم رہنماؤں کو جو اس وقت جیلوں میں پڑے ہیں۔ موقعہ دیں۔ کہ باہر آ کر کمیشن کے سامنے شہادت دلوائیں:-

سیاسی قیدیوں کی رہائی

کشمیر کے سیاسی قیدیوں کی جو تشدد کے مرتکب نہیں ہوئے۔ یا جنہوں نے بدامنی پیدا کرانے کی کوشش نہیں کی۔ ان کی عام معافی کی موزونیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ ہندوستان کی تاریخ میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ کہ ایسی کارروائی بہت فائدہ کا موجب ہوئی ہے اور ہمیں یقین ہے۔ کہ ریاست کی فضا کو بہتر بنانے میں یہ معجزانہ اثر کرے گی۔ اور یور ایکسیلنسی مہاراجہ صاحب کو مشورہ دینگے۔ کہ وہ فضا کو پُرامن بنانے کے لئے ایسے مؤثر ذریعہ کو نظر انداز نہ کریں۔ تاکہ اگینسی کمیشن کا حقہ مفید ہو سکے:-

غیر جانبدار سپیشل افسروں کا مطالبہ

مسلمانوں کی مستقل شکایات کو دُور کرنے کے لئے کوئی پائدار اور تسلی بخش حل دریافت کرنے کی درخواست کے بعد ہم یور ایکسیلنسی کی توجہ ان تازہ بدامنیوں سے پیدا شدہ ہموار تب حالات کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ جو حال میں اندرون ریاست پیدا ہوئی ہیں۔ ہم صاف طور پر کہدینا چاہتے ہیں۔ کہ قانون شکنی خواہ وُہ مسلمانوں کی طرف سے ہوئی ہو۔ یا غیر مسلموں کی طرف سے پبلک کی طرف سے ہوئی ہو۔ یا ریاستی حکام اور افواج کی طرف سے ہم اس کی پُر زور مذمت کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وُہ صرف یہ ہے۔ کہ مجرم خواہ کوئی ہوں۔ انہیں ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ لیکن اس بات پر خاص زور دینا چاہتے ہیں۔ کہ ایسے مقدمات کی تحقیقات اور فیصلہ کا کام ان حکام کے حوالے کر دینا کسی طرح بھی موزون نہیں جن کے رویہ سے تنگ آکر پبلک ایسے اقدامات پر مجبور ہوئی ہے۔ ہماری درخواست ہے۔ کہ باہر سے موزون۔ اور غیر جانبدار سپیشل افسر اور مجسٹریٹ بلائے جائیں۔

حکامِ ریاست کا ظالمانہ رویّہ

یور ایکسیلنسی! ہمارے پاس متعدد شکایات موصول ہوئی ہیں۔ کہ حکام ریاست نے بدامنی کے انسداد کے لئے نہایت ہی انسانیت سوز اور ظالمانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ ریاستی حکام نے مسلمانوں کے خلاف منتقمانہ اور متشددانہ طریق اختیار کیا ہے۔ اور افسروں کی سخت گیری کے باعث مسلمان سخت ہراساں ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ جموں وکشمیر کے بہت سے مسلم خاندان برطانوی ہند میں پناہ لینے کے لئے آرہے ہیں۔ اور یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ ان پر کیا مصائب نازل ہو رہی ہونگی۔ جن کے خوف سے وُہ اپنے گھر بار چھوڑ کر ترک وطن پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ہم یور ایکسیلنسی کو خصوصیت سے توجہ دلاتے ہیں۔ کہ ایسے انتظامات اشد ضروری ہیں۔ جن سے ان مصیبت زدگان کے اندر اعتماد اور اطمینان پیدا ہو سکے جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان پر اس قدر ظلم کیا گیا ہے۔ کہ صرف ریاستی افسر کی شکل دیکھ کر ہی کانپنے لگ جاتے ہیں۔

تشدد کرنے والے افسروں کی تبدیلی اور غیر جانبدار کمیشن کا مطالبہ

اعتماد کی بحالی کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایسے تمام افسروں کو جن میں مینڈر (پونچھ) کا تحصیلدار اور سب جج بھی شامل ہیں۔ فوراً تبدیل کر دیا جائے۔ ان کے خلاف سنگین الزامات ہیں۔ اور مینڈر۔ راجوری اور کوٹلی کے افسروں کے خلاف الزامات کی تحقیقات کے لئے ایک غیر جانبدار کمیشن کے تقرر کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں ہم یہ تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جب ہز ہائی نس کی گورنمنٹ جموں آئے۔ تو کشمیر میں کوئی مسلمان گورنر رہنا چاہیئے اسی طرح بعض برٹش افسر یا کوئی مسلمان ڈی۔ آئی۔ جی پولیس کم سے کم موسم گرما میں کشمیر میں رہنا چاہیئے۔

مُسلمان وزراء کے تقرر کا مطالبہ

اس وقت مہاراجہ صاحب کے کابینہ وزارت میں کم سے کم دو مسلمان وزیر ہونے چاہئیں۔ جن پر مسلمانوں کو کامل اعتماد ہو مُسلمان موجودہ مسلم وزیر کے تقرر کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اس لئے درخواست ہے۔ کہ مجوزہ وزراء کو مقرر کرنے میں ایسے اشخاص منتخب کئے جائیں۔ جو ریاست کے مسلمانوں میں اعتماد بحال کر سکیں۔

بیرونی مُسلمان وکلاء کو پیش ہونے کی اجازت دیجائے

بہ سبب اس کے کہ ریاست میں ایک طرف تو مسلمان وکلاء کی بے حد کمی ہے۔ اور دوسری طرف مُسلمانوں کو بھاری تعداد میں گرفتار کیا جا رہا ہے۔ مسلمانانِ جموں وکشمیر اور پونچھ جن پر بہت سے مقدمات دائر ہیں۔ اس وقت تک کما حقہٗ اپنی صفائی پیش نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ بیرونی وکلاء کو ان کی طرف سے پیش ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ لیکن مقامی حکام ملزموں کو قانونی امداد بہم پہونچانے کی اجازت نہیں دیتے۔ کئی بیرونی وکلاء کو عمداً ریاست سے خارج کیا جا چکا ہے۔ ہم اس بحث میں اس وقت نہیں پڑنا چاہتے۔ کہ ان کا اخراج جائز تھا۔ یا ناجائز۔ صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ سینکڑوں ایسے لوگ جو اس وقت مقدمات میں مبتلا ہیں۔ انہیں ریاستی عدالتوں میں اپنا ڈیفنس پیش کرنے کا موقعہ بہم پہنچایا جائے۔ ایسے موقعہ سے انہیں محروم کرنا سخت ناانصافی ہے خصوصاً اس صورت میں کہ برطانوی ہند میں انقلاب پسندوں کو حکومت کے خرچ پر ڈیفنس پیش کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ بیرونی وکلاء کو پیش ہونے کے لئے کوئی سپیشل فیس ادا کئے بغیر مسلمان ملزموں کی طرف سے ریاستی عدالتوں میں پیش ہونے کی اجازت دی جائے۔ ہاں اگر ضروری ہو تو ان سے یہ اقرار لیا جا سکتا ہے۔ کہ اندرونِ ریاست کے پالٹیکس میں کوئی حصہ نہ لیں گے۔

موجودہ قواعد کے ماتحت بیرونی وکلاء کو ہر اس مقدمہ کے لئے جس میں وُہ کسی ریاستی عدالت میں پیش ہوں مبلغ بائیس روپے فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ عام حالات میں یہ موزون ہو۔ یا غیر موزون لیکن موجودہ صورت میں جبکہ سیاسی ملزموں کی تعداد بہت زیادہ ہے ایسا قانون ان میں سے اکثر کے لئے صحیح طور پر ڈیفنس پیش کرنے کے راستہ میں روکاوٹ ہے۔ ہماری درخواست ہے۔ کہ یہ قاعدہ کم سے کم اس وقت تک معطل کر دیا جائے جب تک کہ مقدمات کی تعداد روزمرہ کے مطابق نہ ہو جائے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ ریاست کے چیف جسٹس نے سفارش کی ہے۔ کہ بیرونی وکلاء کو جو ملزموں کی طرف سے پیش ہوں۔ ایسی فیس کی ادائیگی پر مجبور نہیں کرنا چاہیئے۔ جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ اور ہم بہت ہی ممنون ہونگے۔ اگر یور ایکسیلنسی کی گورنمنٹ بھی اس نقطہ نگاہ کی تائید کرے گی جس سے مسلمان ایک اہم بے انصافی سے بچ سکتے ہیں۔

سیاسی قیدیوں سے ناروا سلوک

جیسا کہ ریاستی جیلوں سے آمدہ متعدد شکایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلم سیاسی قیدیوں کے ساتھ نہایت ہی سخت۔ اور ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ معززین کو جن میں مسلمانوں کے محبوب راہ نما بھی شامل ہیں۔ حکام جیل بے رحمی کے ساتھ زدوکوب کرتے ہیں۔ سپیشل کلاس قیدیوں سے بھی ان قیدیوں سے بہتر سلوک نہیں ہوتا۔ جو تنہائی کی کوٹھڑیوں میں محبوس رکھے جاتے ہیں۔ اور ان تک کوئی اخبار وغیرہ نہیں پہونچنے دیئے جاتے۔ خوراک نہایت ہی مضر صحت دی جاتی ہے۔ اور حفظانِ صحت کے انتظامات مفقود ہیں۔

یور ایکسیلنسی! جیل کی بدسلوکی آسانی کے ساتھ فراموش نہیں کی جا سکتی۔ ممکن ہے۔ ذہن پر اس کا تلخ اثر باقی رہے۔ جو راعی اور رعایا کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف مسلسل جذبات کو زندہ رکھنے کا موجب ہو۔ اس لئے ہم یور ایکسیلنسی سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ مہاراجہ صاحب کو مشورہ دیا جائے۔ کہ کسی برٹش سول افسر کے ذریعہ جیل میں مُسلمان سیاسی قیدیوں کے ساتھ سلوک کی تحقیقات کرائی جائے۔ جیل کے عام قوانین میں بھی بہت حد تک اصلاح کی گنجائش ہے۔ اس لئے ہم یہ بھی درخواست کریں گے۔ کہ پبلک کے بعض معززین کو وزیٹر مقرر کیا جائے جو وقتاً فوقتاً اصلاحی تجاویز پیش کرتے رہیں۔

آخری گزارش

یور ایکسیلنسی۔ خاتمہ پر ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ ملک معظم کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آپ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کو ایسے مشورے دینگے۔ جو راعی اور رعایا دونوں کے لئے مفید ہوں۔ جن سے رعایا کی شکایات رفع ہو سکیں۔ اور ریاست آئینی ترقی کے راستہ پر گامزن ہو سکے۔ ہم یور ایکسیلنسی کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم ریاست میں امن وامان اور ترقی کے تہ دل سے آرزومند ہیں۔ اور ریاست کی بہبودی کے لئے جو اس وقت امن وامان اور ترقی دونوں کی بے حد محتاج ہے۔ یور ایکسیلنسی! جو بھی کوشش فرمائیں گے۔ ہماری دلی دعائیں اس کے ساتھ ہونگی۔

مندرجہ بالا ایڈریس پیش کرنے کے موقعہ پر مسلمان معززین اور وائسرائے ہند میں جو زبانی گفتگو ہوئی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حکومت ہند اور ریاست دونوں اس امر پر متفق ہیں۔ کہ اصلاح کی کافی گنجائش ہے۔ اور دونوں آمادہ ہیں۔ کہ اصلاح کی جائے۔ تجاویز پر غور ہو رہا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ جلد ترتیب وار مختلف تکالیف کا ازالہ شروع ہو جائیگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر امید اور یقین رکھو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ر اپریل ۱۹۳۲ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے

انسان کی فطرت

میں نیکی رکھی ہے اور یہ نیکی ہی ہے۔ کہ باوجود شیطان کی تمام کوششوں کے اور باوجود تاریکی کے فرزندوں کی تمام سعیوں کے دنیا میں خوبصورتی نظر آتی ہے۔ اور وہ اربوں ارب گناہ جو دنیا میں کئے جاتے ہیں۔ باوجود ان کے دنیا پھر بھی اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان فضلوں کی نشان اور آثار معلوم ہوتی ہے ہم جب مذاہب کا معائنہ کرتے ہیں۔ تو دنیا میں ہمیں سچائی کے ماننے والے بہت تھوڑے لوگ نظر آتے ہیں۔ اور شیطانی تعلیموں کو ماننے والے بہت زیادہ لیکن باوجود اس کے ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو دنیا کو پیدا کیا۔ تو لغو اور عبث پیدا نہیں کیا۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا۔ وہ پورا ہو رہا ہے باوجود کفر کی زیادتی کے ہم ایسا کیوں خیال کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ گو کفر دنیا میں زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ مگر درحقیقت

ایمان کی طلب

کفر سے بہت زیادہ ہے۔ بظاہر جب ہم یقین اور وثوق کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ دنیا کی تمام ترقیات اسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ

اللہ تعالےٰ کا آخری شرعی کلام

قرآن مجید ہے۔ اور اس پر عمل کئے بغیر لوگوں کی نجات ممکن نہیں۔ تو لازماً ہمیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ ایک عیسائی حق سے دور اور خدا کے قرب سے محروم ہے ایک سکھ خدا سے دور اور اس کی رضا سے بے نصیب ہے۔ ایک یہودی خدا سے دور اور صداقت پر عمل نہیں کر رہا۔ پھر یہ بھی صاف بات ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ بداعمالیوں میں مبتلا ہیں۔ اگر ان کو علیحدہ نہ بھی کیا جائے۔ اور سب کو پکا مسلمان سمجھ لیا جائے۔ تب بھی

تمام مسلمانوں کی تعداد

دوسروں کی نسبت بہت کم ہے۔ اگر عیسائیوں کو سکھوں کو یہودیوں کو پارسیوں کو جینیوں کو کنفیوشس کے ماننے والوں کو جاپان کے مختلف مذہب کے لوگوں کو یا اور چھوٹے چھوٹے مذہب جو دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ان سب کے ماننے والوں کو جمع کیا جائے۔ تو ان کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ ہوگی۔ اور پانچ آدمیوں میں سے بمشکل ایک آدمی مسلمان کہلانے والا دکھائی دیگا۔ غرض ظاہر میں تو کفر زیادہ ہے۔ اور اگر ہم اس طریق سے

مردم شماری

کریں۔ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ باقی لوگ حق پر نہیں۔ اور جو حق پر ہیں۔ وہ بہت تھوڑے ہیں۔ لیکن اگر ہم اس کے علاوہ ایک اور رنگ میں مردم شماری کریں۔ یعنی ایک تو مردم شماری کا یہ طریق ہے۔ کہ جو شخص یہ کہتا ہو۔ کہ میں عیسائی ہوں۔ اسے عیسائی سمجھ لیا جائے۔ جو ہندو کہے۔ اسے ہندو قرار دیا جائے۔ جو سکھ کہے اسے سکھ شمار کیا جائے۔ اور اس طرح سب کو مسلمانوں کے مقابلہ میں رکھ کر یہ نتیجہ نکال لیا جائے۔ کہ دنیا میں اسلام کم ہے اور کفر زیادہ۔ یہ بھی

گننے کا ایک طریق

ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور بھی طریق ہے۔ اور اس طریق کے لحاظ سے موجودہ نقشہ ہی بالکل تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم دیکھیں۔ کتنے عیسائی ہیں۔ جو عیسائیت کو سچا سمجھ کر مانتے ہیں اور کتنے عیسائی ہیں۔ جو اسلام اس لئے قبول نہیں کرتے۔ کہ وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام جھوٹا مذہب ہے۔ یا ہندوؤں میں سے کتنے ہیں۔ جو صرف جہالت یا غفلت یا تعلیم یا تحقیق کی کمی کی وجہ سے اپنے مذہب کو سچا سمجھتے ہیں اور اسلام کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ وہ یقین رکھتے ہوں۔ کہ دوسرے تمام مذہب جھوٹے اور باطل ہیں اگر ہم اس طرح مذاہب کے ماننے والوں کی مردم شماری کریں۔ تو دہریوں کو الگ کر کے کہ وہ خدا کے ہی قائل نہیں۔ ۹۵ یا کم از کم ۹۰ فی صدی ایسے لوگ نظر آئیں گے۔ جو چاہے اپنے ذہن میں جہالت یا غفلت کی وجہ سے ہی ایک بات جمائے بیٹھے ہوں۔ مگر وہ اس لئے کسی مذہب پر قائم ہوتے ہیں۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ اس مذہب میں داخل رہنے سے انہیں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہوگی۔ پس ان کے عقائد خراب سہی۔ مگر ان کی نیت تو درست ہے۔ وہ اسلام کو خدا کے پانے کا سچا مذہب خیال کرتے ہوئے پھر قبول نہیں کرتے بلکہ اکثر ہندو اس لئے اسلام میں داخل نہیں ہوتے۔ کہ انہیں پیدا ہوتے ہی یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ اسلام میں عیب ہی عیب ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے

اسلام کی تحقیق

نہیں کی ہوتی۔ اس لئے وہ اسلام قبول کرنے سے محروم رہتے ہیں اسی طرح عیسائیوں میں سے بیشتر حصہ اس لئے اسلام قبول نہیں کرتا۔ کہ اس نے کبھی اسلام کے متعلق غور ہی نہیں کیا ہوتا۔ پس یہ تمام لوگ تحقیق کی کمی کی وجہ سے انکار کر رہے ہوتے ہیں۔ ورنہ سچائی کے وہ بھی پیاسے ہوتے ہیں۔ اور انہیں بھی اس امر کی تڑپ ہوتی ہے۔ کہ

اللہ تعالےٰ کا وصال

حاصل ہو۔ پس درحقیقت خدا طلبی کا مادہ انسان کے اندر زیادہ ہے بہ نسبت خدا کو چھوڑنے کے ارادہ کے۔ اگر اس طرح لوگوں کی تعداد کا علم حاصل کیا جائے۔ اور اگر اس طرح مردم شماری کی جائے کہ کتنے دل چاہتے ہیں۔ کہ وہ خدا سے مل جائیں۔ اور کتنے دل ہیں جو نہیں چاہتے۔ کہ انہیں اللہ تعالےٰ کی محبت حاصل ہو۔ تو ان کی تعداد جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کے خواہاں ہیں خواہ وہ کتنے ہزاروں پردوں کے نیچے چھپے ہوئے ہوں۔ یقیناً ۹۰ فیصدی سے بھی زیادہ ہوگی ؛

پس

نیکی کا بیج

دنیا میں بدی سے بہت زیادہ ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ اتفاقی حادثات کی وجہ سے بدی کا درخت بہت اونچا نظر آئے۔ لیکن اگر ہم دیکھیں تو اس بدی کے درخت کے نیچے بھی ڈھیروں ڈھیر نیکی کا بیج جمع ہوگا ؛

پس دنیا کی ظاہری برائیوں اور عیبوں کی وجہ سے کبھی
دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ درحقیقت دنیا نیکی کے لئے قائم کی
گئی ہے۔ اور نیکی ہی اس میں زیادہ موجود ہے۔ یہ تو میں نے
عقائد اور ایمان کے متعلق بتایا ہے۔ کہ اگر اس لحاظ سے دنیا کے
تمام لوگوں کو دیکھا جائے۔ تو ان میں اسلام کا پہلو غالب دکھائی
دیگا۔ گو ظاہری طور پر ایسے لوگوں کی تعداد تھوڑی ہو۔ مگر باطن پر
غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ دنیا میں ایسے لوگوں کی تعداد
بہت زیادہ ہے۔ جو چاہتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ملیں۔ اور
اس کا وصال انہیں حاصل ہو۔ لیکن اگر ہم

اعمال کے لحاظ

سے دیکھیں۔ تو بھی اس میں ہمیں نیکی کا پہلو غالب نظر آتا ہے۔
دنیا میں قریباً ہر شہر اور ہر گاؤں میں بعض ایسے لوگ ہوتے
ہیں جنہیں لوگ جھوٹا کہا کرتے ہیں۔ چونکہ ایسے لوگوں کو جھوٹ
بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ اس لئے جب وہ اس عادت میں ترقی
کر جاتے ہیں۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ یہ بڑے جھوٹے ہیں۔ دیہات و
قصبات میں ایسا کوئی نہ کوئی آدمی ضرور مل جائیگا۔ جس کے متعلق
لوگ کہتے ہوں گے۔ کہ یہ

بڑا جھوٹا

ہے۔ بلکہ یہاں تک بعض لوگ کہدیں گے۔ کہ اس نے تو کبھی
سچ بولا ہی نہیں۔ مگر ایسے انسان کی زندگی اگر دیکھو۔ تو اسمیں
بھی نیکی بہت زیادہ نظر آئیگی۔ کسی ایک دن کاغذ اور قلم دوات
لے کر اس کے پاس بیٹھ جاؤ۔ اور سارا دن جو وہ باتیں کرے لکھتے
جاؤ۔ پھر تمہیں نظر آئے گا۔ کہ اگر اس نے سو باتیں کی ہیں۔ تو
ان میں سے ۹۸ سچ ہوں گی۔ اور دو جھوٹ۔ مگر ۹۸ مرتبہ سچ
بولنے کو نظر انداز کرتے ہوئے لوگ اس کے دو جھوٹوں کو دیکھ
کر کہنا شروع کر دیں گے۔ کہ یہ تو بڑا جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ تھوڑا
عیب بھی بہت بڑا نظر آتا ہے۔ اسی طرح لوگ یہاں تک کہدیتے ہیں
فلاں شخص

بڑا چور

ہے۔ لیکن اگر ہم اس کی تمام زندگی دیکھیں۔ اور اس امر پر غور کریں
کہ اس نے اپنی تمام عمر کے کاموں کے مقابلہ میں چوری کتنی
دفعہ کی۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ اس نے بہت کم دفعہ کی ہوگی۔ فرض
کرو۔ اس نے اپنی زندگی میں سو دو سو چار سو یا ہزار مرتبہ چوری
کی لیکن اس کی ساری عمر کے اتنے ہی تو کام نہیں ہوں گے۔
اس نے

لاکھوں نیکیاں

کی ہوں گی۔ مگر لاکھوں نیکیاں لوگوں کو نظر نہ آئیں۔ اور اس کی
پانچ سو یا ہزار دفعہ کی چوری نے اسے لوگوں میں چور مشہور کر دیا
پس سب سے بڑے

چور کی نیکیاں

بھی اس کی بدیوں سے بہت زیادہ ہوں گی۔ اسی طرح اگر ہم ڈاکوؤں
کو دیکھیں۔ تو ان میں بھی ہمیں یہی بات نظر آتی ہے۔ ڈاکوؤں کی
کیسی گھناؤنی شہرت ہوتی ہے۔ ذرا لوگوں کو پتہ لگ جائے۔ کہ
اس علاقہ میں کوئی ڈاکو آیا ہے۔ وہ کس طرح ڈر کے مارے کانپنے
لگ جاتے ہیں۔ لوٹ مار کے علاوہ ڈاکوؤں کو قتل سے بھی دریغ
نہیں ہوتا لیکن ان کی زندگی میں بھی

نیکی کے پہلو

غالب نظر آئینگے۔

پنجاب میں گزشتہ ہی دنوں ایک ڈاکو پکڑا گیا۔ جس کے
پکڑے جانے کی بظاہر کوئی صورت نہیں تھی۔ لیکن پولیس کو
کسطرح یہ معلوم ہوگیا۔ کہ اس کو اپنی ماں سے بہت محبت ہے۔ پولیس
نے اس کے کان میں کسی ذریعہ سے یہ بات ڈلوا دی۔ کہ تیری ماں
بیمار ہے۔ وہ اس خبر کو سنکر تاب نہ لاسکا۔ اور تمام خطرات کو نظر انداز
کرتے ہوئے اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا۔ جونہی وہ وہاں پہنچا۔ پولیس
نے اسے گرفتار کر لیا۔ تو ماں سے وفاداری اور

احسان شناسی

ایک ڈاکو میں بھی موجود تھی۔ پس حقیقت یہ ہے۔ کہ جس طرح عقائد
میں اسلام کا پہلو غالب ہے۔ اسی طرح اعمال میں بھی اسلام کا پہلو
غالب ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جو ہمارے دل میں ایک

بہت بڑی امید

پیدا کر دیتی ہے۔ کیونکہ جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے دیکھیں۔ تو ہمیں
یقین ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے نیکی کے دروازے
کھلے رکھے ہیں۔ اس طرح مایوسی اور نا امیدی ہمارے دلوں سے نکل
جاتی ہے۔ اور مایوسی اتنی خطرناک چیز ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ من قال ھلک القوم فھو
اھلکہ۔ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ فلاں قوم ہلاک ہوگئی۔ درحقیقت
اسی نے اس کو ہلاک کر دیا۔ کیونکہ وہ قوم ہلاک ہوتی۔ یا نہ ہوتی۔ اس نے
اس کے دل میں مایوسی پیدا کر کے اسے تباہ کر دیا۔ کیونکہ جب کوئی
قوم مایوس ہو جاتی ہے۔ تو ترقی کیطرف اپنا قدم نہیں بڑھا سکتی۔

خوشی اور امنگ

ہی ہے۔ جو قوموں کو عروج تک پہنچاتی ہے۔

ہمارے ہی ایک بزرگ

کا واقعہ مشہور ہے۔ وہ بارہ دفعہ اپنے علاقہ سے باہر نکلے۔ اور بارہ دفعہ
ہی انہیں شکست اٹھانی پڑی۔ ان متواتر شکستوں کی وجہ سے ان
کی حالت اس قدر مخدوش ہو چکی تھی۔ کہ انہیں بعض دفعہ زنانہ بھیس
بدل کر باہر جانا پڑتا۔ تاریخوں والے لکھتے ہیں۔ کہ ایک دن وہ قضائے
حاجت کے لئے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ انہوں نے دیکھا۔ ایک چیونٹی
نے دیوار پر چڑھنا شروع کیا۔ تھوڑا سا اونچا چڑھی تھی۔ کہ نیچے گر پڑی۔
اس نے پھر چڑھنا شروع کیا۔ اور پھر گر پڑی۔ یہاں تک کہ وہ
بیسیوں دفعہ گری۔ مگر برابر چڑھتی رہی۔ اور اس نے ہمت نہ ہاری
یہاں تک کہ آخری مرتبہ دیوار پر چڑھ ہی گئی۔ انہوں نے جب یہ نظارہ دیکھا
تو وہ فارغ ہو کر باہر آئے۔ اور انہوں نے اپنے سپاہیوں سے کہا
کہ اب میں نے

ترقی کا راز

پا لیا ہے۔ اگر چیونٹی متواتر گرنے کے باوجود اپنی ہمت نہیں ہارتی۔
اور آخر اپنے مقصد کو پا لیتی ہے۔ تو مجھے تو خدا نے انسان بنایا ہے
میں بارہ شکستوں سے ہی کیوں گھبرا جاؤں۔ چنانچہ وہ پھر اپنی فوج
سمیت نکلے۔ اور اس مرتبہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے انہوں نے
ایران، افغانستان اور پھر ہندوستان کو بھی فتح کر لیا۔
پس

امید اور یقین

ہی ہے۔ جو کامیابی کی منزل کو قریب کر دیتا ہے۔ اور امید اور یقین
ہی ہے۔ جو ناکامیوں کو دور کرتا۔ اور ناکامیوں کو پرے ہٹا دیتا ہے۔
لیکن مایوسی باوجود کامیابیوں کے سامان مہیا ہونے کے انسان
کو ناکامی کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں۔ جو خدا کے
دروازے میں داخل ہونے سے محض اس لئے محروم رہ گئے۔ کہ
وہ مایوس ہو گئے۔ اور انہوں نے خیال کیا۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ تک نہیں
پہنچ سکتے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے

اللہ تعالےٰ کے فضلوں پر یقین

رکھا۔ وہ باوجود اپنی کمزوریوں کے اس کی رحمت کے سایہ کے نیچے
آگئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ اسلام سے پہلی
قوموں کے حالات بیان کرتے ہوئے

ایک واقعہ

بیان فرمایا۔ جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کس طرح

اللہ تعالےٰ پر امید

رکھنے والا انسان آخر نجات پا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اللہ تعالےٰ
نے خبر دی ہے۔ کہ پرانے زمانہ میں ایک شخص تھا۔ جو بہت ہی بدکردار
تھا۔ قتل جیسا فعل جس میں بڑے سے بڑا قاتل بھی چند آدمیوں کے
قتل سے تجاوز نہیں کرتا۔ اسمیں بھی اس نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ
ستر آدمی مروا دیے تھے۔ آخر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ مجھے
اللہ تعالےٰ کی طرف جھکنا چاہیئے۔ کیا تعجب ہے۔ کہ میرے گناہوں
کی معافی کا بھی کوئی سامان ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ میرے

عیوب سے چشم پوشی

کرتے ہوئے۔ مجھے اپنی مغفرت کے دامن کے نیچے چھپا لے۔ وہ اس
خیال کے ماتحت ایک عالم کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا۔ کہ میں نے
اب تک یہ یہ گناہ کئے ہیں۔ اور علاوہ ان کے ستر قتل بھی کئے ہیں
کیا میرے لئے بھی اللہ تعالےٰ کے حضور کوئی

نجات کی صورت

ہے۔ وہ شخص ظاہر میں تو عالم تھا۔ مگر اصل میں جاہل تھا اس نے گناہوں کی فہرست کو سن کر کہدیا۔ تجھ جیسے گنہگار کی معافی کی کوئی صورت نہیں۔ اس نادان نے اپنے دل کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان فضلوں پر نظر نہ کی۔ کہنے لگا تیرے لئے نجات کی کوئی صورت نہیں۔ اس شخص نے کہا جب میرے لئے نجات کی کوئی صورت نہیں اور میں نے ضرور دوزخ میں ہی جانا ہے تو جہاں میرے اور سینکڑوں گناہ ہیں ان میں اگر ایک اور کا بھی اضافہ ہو جائے تو کیا حرج ہے۔ یہ کہہ کر اس نے تلوار نکالی اور اس عالم کہلانے والے کو قتل کر دیا۔ پھر خیال آیا۔ کہ یہ تو بیوقوف تھا اس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو محدود کر دیا ممکن ہے کسی اور سے اگر میں ملوں۔ تو وہ میرے گناہوں کی معافی کا کوئی طریق بتا سکے۔ وہ یہ سوچ کر پھر گھر سے نکلا اور ایک

ایک اور عالم کے پاس

گیا وہ بھی ویسا ہی تھی یعنی گو ظاہر میں عالم دکھائی دیتا تھا۔ مگر دل کا جاہل تھا۔ اس سے جب ذکر کیا تو اس نے بھی کہدیا کہ تیری نجات نہیں ہو سکتی۔ اس نے کہا جب میری نجات نہیں ہو سکتی۔ تو ایک گناہ اور کر لینے میں کیا حرج ہے یہ کہہ کر اس نے تلوار نکالی اور اس کی بھی

گردن اڑا دی

اسی طرح وہ اور لوگوں کے پاس جاتا رہا۔ وہ اسے یہی جواب دیتے رہے اور یہ انہیں قتل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے ۹۹ قتل ہو گئے۔ آخر کسی نے اسے کہا کہ بے وقوف یہ تو حقیقی عالم نہیں فلاں شخص

روحانی عالم

ہے تم اگر اس کے پاس جاؤ۔ تو وہ ضرور تمہاری نجات کی کوئی نہ کوئی صورت بتا دیگا۔ کیونکہ اس کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے ہر شخص کے لئے کھلے ہیں۔ اور کوئی شخص کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اگر وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکے تو خدا تعالیٰ اپنی مغفرت کے دامن میں اسے چھپا لیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں وہ یہ خیال کر کے چل پڑا کہ اس روحانی عالم سے بھی مل کر دیکھوں ممکن ہے میری نجات کی کوئی صورت نکل آئے لیکن وہ ابھی راستہ ہی میں تھا۔ کہ بیمار ہو گیا اور اس کی جان نکل گئی۔ تب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے بھی آئے اور اس کے عذاب کے ملائکہ بھی اور ان میں جھگڑا ہو گیا عذاب کے فرشتے کہیں کہ ہم اس کی روح کو دوزخ میں لے جائیں گے کیونکہ یہ ساری عمر قاتل بدکردار اور خونریز رہا ہے۔ اور رحمت کے فرشتے کہیں۔ ہم اسے جنت میں لے جائیں گے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ تلاش کرتا پھرتا تھا مگر نادان اس پر یہ دروازہ بند کر دیتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا اس زمین کو ناپا جائے۔ جس کی طرف سے یہ سفر کر کے آیا ہے۔ اور اس زمین کو بھی ناپا جائے۔ جس کی طرف اس نے جانا تھا اور دیکھا جائے کہ زیادہ حصہ اس نے کس طرف کا طے کیا ہے۔ تاکہ جس زمین کے قریب ہو اس کے مطابق اسے جزا دی جائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں وہ اس حصہ کے زیادہ قریب تھا جس کی طرف سے اس نے سفر کرنا شروع کیا تھا۔ اور اس حصہ سے دور تھا جہاں اس نے جانا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی اور اس نے آگے کے حصہ کے طول کو چھوٹا کر دیا اور جب فرشتوں نے زمین ناپی۔ تو رحمت کے وہ زیادہ قریب نکلا۔ پس اس کی روح

اللہ تعالیٰ کی رحمت

کے ملائکہ اٹھا کر لے گئے۔ یہ ایک کشف تھا جس میں یہ واقعہ ہوا نادان لوگ یہ خیال نہ کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کھینچی تو درمیان کے شہر اور گاؤں کہاں چلے گئے ملائکہ کا عالم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے اور اس میں ہر چیز روحانی نظر سے ہی دیکھی جاتی ہے۔ بسا اوقات روحانی عالم میں چھوٹی دکھائی دینے والی چیز جسمانی عالم میں بڑی ہوتی ہے اور بسا اوقات جسمانی عالم میں بڑی نظر آنے والی چیز روحانی عالم میں نہایت معمولی ہوتی ہے

خواب میں

ہی بعض دفعہ انسان دیکھتا ہے کہ اس پر دو دن گزر گئے حالانکہ اسے سوئے ہوئے ایک گھنٹہ ہوا ہوتا ہے اور بعض دفعہ دیکھتا ہے کہ اس نے ایک ہی منٹ کا کوئی نظارہ دیکھا حالانکہ وہ ساری رات سویا ہوتا ہے۔ تو

روحانی اور جسمانی عالم

میں فرق ہے۔ یہ واقعہ بیان کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سمجھایا ہے کہ دنیا میں بدی پر ہمیشہ نیکی غالب رہتی ہے اور ہر اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرماتا ہے لا تایئسوا من روح اللہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس مت ہو۔ انہ یغفر الذنوب جمیعا خدا تو سارے گناہوں کو بخش سکتا ہے اب کونسا آدمی ہے جو اپنی زندگی میں

دنیا کے سارے کے سارے گناہ

کر لیتا ہے ہر شخص گناہوں کے ایک ہی حصہ کا مرتکب ہوتا ہے پس جو ذات اس قدر غفور الرحیم ہے کہ وہ سارے گناہوں کو بخش سکتی اور انسان کے تمام عیوب سے چشم پوشی کر سکتی ہے وہ کچھ حصہ گناہ کو تو بدرجہ اولیٰ بخش سکتی ہے البتہ انسان کو امید اور یقین رکھنا چاہیئے کہ خواہ اس کے کس قدر گناہ کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف وہ جب بھی توجہ کریگا خدا اسے رحمت اور مغفرت کے ساتھ ملیگا۔

پس یاد رکھو

دنیا کی تمام ترقیات

کا مدار امید پر ہے۔ خواہ یہ ترقیات روحانی ہوں جسمانی سیاسی ہوں یا اقتصادی۔ جو قومیں امید زندہ رکھیں گی وہ کامیاب ہو جائیں گی اور جو امید چھوڑ دیں گی وہ کبھی ترقی نہیں کر سکیں گی ہماری آنکھوں کے سامنے اس کی

ایک موٹی مثال

ہندوستان اور جاپان کی ہے۔ جاپان نہایت چھوٹا سا ملک ہے۔ آج کل اس کی آبادی چار کروڑ کے قریب ہے۔ پہلے اڑھائی کروڑ اس کی آبادی تھی اس کے مقابلہ میں ہندوستان کی آبادی تیس کروڑ ہے۔ مگر انگریز یہاں پر آئے اور انہوں نے قبضہ جما لیا جس کی وجہ یہی تھی۔ کہ ہندوستانیوں نے امید چھوڑ دی۔ مگر جاپان میں انگریز بھی گئے۔ ڈچ بھی گئے۔ امریکن بھی گئے اور [illegible] نے کوششیں کیں۔ کہ کسی طرح جاپان کو زیر کر لیں۔ مگر جاپان والوں نے امید نہ چھوڑی اور دس سال کے عرصہ میں سب کو اپنے ملک سے باہر نکال دیا۔ غرض جو قومیں امید چھوڑ دیتی ہیں وہ ہار جاتی ہیں مگر جو امید قائم رکھتی ہیں اور امید کے ساتھ صحیح طریق اختیار کرتی ہیں۔ اور اس امر کا تہیہ کر لیتی ہیں۔ کہ جو بھی مصیبت آئیگی وہ اسے خوشی اور مسرت سے برداشت کریں گی۔ وہ ایک نہ ایک دن کامیاب ہو کر رہتی ہیں اور یہی مطلب ہے امید کا۔ امید یہ نہیں کہ گھر میں بیٹھے خیالی پلاؤ پکاتے رہو۔ یہ تو جنون ہے۔ امید یہ ہے کہ انسان

صحیح طریق

اختیار کرے اور جو بھی علاج اللہ تعالیٰ نے کسی مرض کا مقرر کیا ہے اس سے فائدہ اٹھائے خواہ مرض روحانی ہو یا جسمانی۔ سیاسی ہو یا اقتصادی۔ بہرحال صحیح طریق اختیار کرے اور اس امر کا عزم کرے۔ کہ اس معاملہ میں جو بھی مشکلات پیش آئیں گی۔ وہ سست نہیں کر سکیں گی بلکہ اور زیادہ کام کے لئے تیار کر دیں گی۔ اور یہ یقین رکھے کہ میں کامیاب ہو کر رہوں گا اگر میں کامیاب نہ ہوا۔ تو کیا ہے۔ میری اولاد یہ کام کرے گی۔ اور اگر وہ بھی مر گئی تو اس کی اولاد کام کرے گی یہاں تک کہ ایک دن یہ کام

پایۂ تکمیل

کو پہنچ جائیگا۔ یہ امید ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے اور یہ

امید

ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں میں سے

ایک نعمت

ہے۔ وہ قومیں جنہیں امید حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ ایک نہ ایک دن کامیاب ہو کر رہتی ہیں۔ اور وہ قومیں جن کے دلوں سے امید نکال لی جاتی ہے۔ انہیں کبھی بھی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا

اللہ تعالےٰ کے انبیاء

جو دنیا میں آتے ہیں۔ وہ بھی امید کا پیغام لے کر آتے ہیں۔ مکہ معظمہ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیساتھ صرف چند صحابہؓ تھے اور سارا عرب آپ کے خلاف تھا۔ ایسے زمانہ میں کیا فرق تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جماعت میں اور دوسرے لوگوں میں اور کیوں قرآن مجید انہیں تحدی کرتا ہے۔ کہ دیکھنا باوجود تمہاری ان کوششوں کے مسلمان کامیاب ہوں گے۔ اور تم ناکام رہو گے۔ پھر وہ کیا چیز تھی۔ جس کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چند صحابہؓ یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ وہ

لاکھوں کفار پر غالب

آجائیں گے۔ وہ امید ہی تھی۔ جو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمائی اور امید ہی تھی۔ جو کفار کے ساتھ نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ باوجود لاکھوں ہونے کے کفار ڈرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی باتیں نہ سننا ان کی مجلس میں نہ جانا۔ یہ نا امیدی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ کہ وہ لاکھوں ہو کر چند مسلمانوں سے خوف کھاتے تھے۔ اس کے مقابلہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ تعلیم نہیں تھی۔ کہ کفار کی باتیں نہ سنو۔ بلکہ جب بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر احکام نازل ہوتے۔ آپ فرمایا کرتے۔ جاؤ اور کفار کو جا کر یہ باتیں سناؤ۔ اور ان کی سنو۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ امر خوب جانتے تھے۔ کہ مسلمانوں کا ایک ایک آدمی ایک ایک لشکر ہے۔ اور کفار کا بڑے سے بڑا لشکر ایک آدمی سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ آپ سمجھتے تھے۔ ہمارا جو بھی آدمی ان کے پاس جائیگا۔ وہ ان میں سے کسی نہ کسی کو اپنے ساتھ کھینچ کر لائیگا مگر کفار یہ خیال کرتے تھے۔ کہ ہمارا کوئی بھی آدمی اگر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی مجلس میں چلا گیا۔ تو پھر وہ واپس نہیں آئیگا۔ اس وجہ سے وہ بعض دفعہ

کانوں میں روئی

ٹھونس لیتے۔ تا کوئی بات رسول کریم صلعم کی ان کے کان میں نہ پڑ جائے۔ یہ مسلمانوں کی امید تھی۔ جس نے انہیں غالب کر دیا۔ اور یہ کفار کی نا امیدی تھی۔ جس نے انہیں ہمیشہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں نیچا دکھا دیا۔

اب بھی

اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ تو وہ کیا چیز ہے۔ جو دوسرے مسلمانوں سے ہماری جماعت کو ممتاز کرتی ہے۔ اور کیوں لوگ ہمارے اثر سے ڈرتے۔ اور یہ مولوی لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کی کتابیں نہ پڑھو۔ ان کی باتیں نہ سنو۔ محض اس لئے کہ وہ جانتے ہیں۔ یہ لوگ غالب آجائینگے مگر ہم اپنی جماعت کے لوگوں کو دوسروں کی باتیں سننے سے منع نہیں کرتے۔ بلکہ بعض دفعہ ناراض ہوتے ہیں۔ کہ کیوں ہماری جماعت کے دوست دوسرے لوگوں سے ملتے نہیں اور کیوں انہیں اپنی باتیں نہیں سناتے۔ ہم یہ بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگوں کی کتابیں پڑھو۔ یہ بھی کہا کرتے ہیں۔ ان کے پاس بیٹھو۔ مگر وہ ہمارے پاس بیٹھنے سے منع کریں گے۔ کیونکہ سمجھتے ہیں۔ کہ احمدی اپنی باتیں منوا لیں گے۔ یہی فرق ہے۔ جو ہم میں اور ان میں ہے۔ اور یہ

محض امید کیوجہ

سے ہے۔ ہم دوسروں سے ملنے سے اس لئے منع نہیں کرتے کہ ہم امید رکھتے ہیں۔ ہم فاتح ہیں اور ایک دن دنیا کو فتح کر کے رہینگے اور وہ اس لئے منع کرتے ہیں۔ کہ انہیں ڈر ہے۔ کہ ہم آج بھی گئے۔ اور کل بھی گئے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ کوئی صورت ہو ہم ہر طرح ان پر غالب آجائیں گے۔ کیونکہ حق ہمارے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر وہ قرآن پیش کریں۔ تو ہم قرآن کے رُو سے بحث کرنیکے لئے تیار ہو جاتے ہیں اگر وہ صحیح حدیثوں کے ذریعہ بحث کرنا چاہیں تو ہم اس پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں امید اور یقین ہے کہ خدا کا کلام ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہو نہیں سکتا۔ کہ کوئی صحیح حدیث خدا کے کلام کے خلاف ہو۔ اور اس طرح ہمیں شکست اٹھانی پڑے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

کو دیکھ لو۔ آپ اپنے زمانہ میں یہ دعوےٰ فرماتے ہیں۔ کہ توفی کا لفظ جب انسان کے متعلق آئے۔ اور فاعل اللہ تعالےٰ ہو۔ تو اس کے معنی سوائے قبض روح اور موت اور نہیں ہوتے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی شخص نہیں اٹھتا۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہوتی کہ وہ اس کے خلاف ثابت کر سکے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام جانتے تھے۔ کہ قرآن اور لغت عرب آپ کی تائید میں ہیں۔ اور آپ یقین رکھتے تھے۔ کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ خدا کی بات ہو۔ اور پھر لغت عرب اس کے خلاف ہو۔ اس کے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کے دلوں میں امید نہیں۔ اور وہ باوجود اس خیال کے کہ احمدیہ جماعت غلطی پر ہے۔ پھر بھی ڈرتے ہیں۔ کہ خبر ہے۔ قرآن ہمارے خلاف نہ ہی ہو جائے۔ حالانکہ اگر انہیں

اپنی سچائی پر یقین

ہو۔ اور اس بات پر بھی یقین ہو۔ کہ احمدی غلط کہتے ہیں۔ تو اس ڈر کے معنے ہی کیا ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانہ کا ایک دلچسپ واقعہ

ہے۔ آپ کے ایک دوست تھے۔ جو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بھی دوست تھے۔ ان کا نام نظام الدین تھا۔ انہوں نے سات حج کئے تھے۔ بہت ہنس مکھ اور خوش مزاج تھے۔ چونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی دونوں سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اس لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوئی ماموریت کیا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا تو ان کے دل کو بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیکی پر بہت یقین تھا۔ وہ لدھیانہ میں رہا کرتے تھے۔ اور مخالف لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کچھ کہتے تو وہ ان سے جھگڑ پڑتے۔ اور کہتے۔ کہ تم پہلے حضرت مرزا صاحب کی حالت تو جا کر دیکھو۔ وہ تو بہت ہی ایک آدمی ہیں۔ اور میں نے ان کے پاس رہ کر دیکھا ہے کہ اگر انہیں قرآن مجید سے کوئی بات سمجھا دی جائے۔ تو وہ فوراً ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ ضد ہرگز نہیں کرتے۔ اگر انہیں قرآن سے سمجھا دیا جائے۔ کہ ان کا دعوی غلط ہے۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ وہ فوراً مان جائیں گے۔ بہت دفعہ وہ لوگوں کے ساتھ اس امر پر جھگڑتے اور کہا کرتے۔ کہ جب میں قادیان جاؤں گا۔ تو دیکھوں گا کہ وہ کس طرح اپنے دعوئی سے توبہ نہیں کرتے۔ میں قرآن کھول کر ان کے سامنے رکھدوں گا۔ اور جس وقت میں قرآن کی کوئی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے کے متعلق بتاؤں گا۔ وہ فوراً مان جائیں گے۔ میں خوب جانتا ہوں۔ وہ قرآن کی بات سنکر پھر کچھ نہیں کہا کرتے۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا۔ اور وہ

لدھیانہ سے قادیان

پہنچے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا۔ کہ کیا آپ نے اسلام چھوڑ دیا ہے۔ اور قرآن سے انکار کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ قرآن کو تو میں مانتا ہوں اور اسلام میرا مذہب ہے۔ کہنے لگے۔ الحمد للہ میں لوگوں سے یہی کہتا رہتا ہوں۔ کہ وہ قرآن کو چھوڑ ہی نہیں سکتے پھر کہنے لگے۔ اچھا اگر میں قرآن مجید سے سینکڑوں آیتیں اس امر کے ثبوت میں دکھا دوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں۔ تو کیا آپ مان جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا سینکڑوں آیات کا تو کیا ذکر اگر آپ ایک ہی آیت مجھے ایسی دکھلا دینگے تو میں مان لونگا۔ کہنے لگے الحمد للہ میں لوگوں سے یہی کہتا رہتا آیا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب سے منوانا تو کچھ مشکل بات نہیں یونہی لوگ شور مچا رہے ہیں۔ پھر کہنے لگے۔ اچھا سینکڑوں نہ سہی میں اگر سو آیتیں ہی حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کردوں۔ تو کیا آپ مان لینگے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے تو کہدیا ہے۔ کہ اگر آپ ایک ہی آیت ایسی پیش کردینگے تو میں مان لونگا۔ قرآن کی جسطرح سو آیتوں پر عمل کرنا ضروری ہے اسیطرح اس کے ایک ایک لفظ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ایک یا سو آیتوں کا سوال ہی کیا ہے۔ کہنے لگے اچھا سو نہ سہی

پچاس آیتیں اگر میں پیش کردوں تو کیا آپ کا وعدہ رہا کہ آپ اپنی بات چھوڑ دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر فرمایا میں تو کہہ چکا ہوں آپ ایک ہی آیت پیش کریں میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جوں جوں اس امر پر پختگی کا اظہار کرتے جائیں انہیں شبہ ہوتا جائے۔ کہ شاید اتنی آیتیں قرآن میں نہ ہوں آخر کہنے لگے اچھا دس آیتیں اگر میں پیش کر دوں تو پھر آپ ضرور مان جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑے اور فرمایا میں تو اپنی پہلی ہی بات پر قائم ہوں آپ ایک آیت ایسی پیش کریں۔ کہنے لگے۔

اچھا میں اب جاتا ہوں

چار پانچ دن تک آؤں گا۔ اور آپ کو قرآن سے ایسی آیتیں دکھا دونگا۔ ان دنوں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لاہور میں تھے۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہیں تھے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے اس وقت مباحثہ کے لئے شرائط کا تصفیہ ہو رہا تھا۔ جس کے لئے آپس میں خط و کتابت بھی ہو رہی تھی۔

مباحثہ کا موضوع

وفاتِ مسیح تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یہ کہتے تھے کہ چونکہ قرآن مجید کی مفسر حدیث ہے۔ اس لئے جب حدیثوں سے کوئی بات ثابت ہو جائے تو وہ قرآن مجید کی ہی بات سمجھی جائے گی اس لئے حدیثوں کی رو سے وفات و حیات مسیح پر بحث ہونی چاہیئے اور حضرت مولوی صاحب فرماتے کہ قرآن مجید حدیث پر مقدم ہے اس لئے بہر صورت قرآن سے اپنا مدعا ثابت کرنا ہوگا۔ اس پر بہت دنوں بحث رہی اور بحث کو مختصر کرنے کے لئے اور اس لئے کہ تا کسی نہ کسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے مباحثہ ہو جائے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اس کی بہت سی باتیں تسلیم کرتے چلے گئے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بہت خوش تھے کہ جو شرائط میں منوانا چاہتا ہوں وہ مان رہے ہیں اس دوران میں میاں نظام الدین صاحب وہاں جا پہنچے اور کہنے لگے اب تمام بحثیں بند کر دو۔ میں اب حضرت مرزا صاحب سے مل کر آیا ہوں اور وہ بالکل توبہ کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ میں چونکہ آپ کا بھی دوست ہوں اور حضرت مرزا صاحب کا بھی۔ اس لئے مجھے اس اختلاف سے بہت تکلیف ہوئی۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی طبیعت میں نیکی ہے اس لئے میں ان کے پاس گیا اور ان سے یہ وعدہ لے کر آیا ہوں کہ قرآن سے دس آیتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے متعلق دکھا دی جائیں تو وہ حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہو جائیں گے۔ آپ مجھے ایسی دس آیتیں بتلا دیں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی طبیعت میں غصہ بہت تھا اور وہ بہت جلد باز تھے کہنے لگے کم بخت تو نے میرا

سارا کام خراب کردیا

میں دو مہینے سے بحث کر کے ان کو حدیث کی طرف لایا تھا اب تو پھر قرآن کی طرف لے گیا۔ میاں نظام الدین کہنے لگے اچھا تو دس آیتیں بھی آپ کی تائید میں نہیں وہ کہنے لگے تو جاہل آدمی ہے تجھے کیا پتہ کہ قرآن کا کیا مطلب ہے۔ وہ کہنے لگے اچھا تو پھر جدھر قرآن ہے ادھر ہی میں بھی ہوں یہ کہہ کر وہ قادیان آگئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ دیکھو قرآن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس قدر اعتماد تھا۔ اور آپ کتنے وثوق سے فرماتے تھے۔ کہ قرآن آپ کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں۔ کہ قرآن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کوئی خاص رشتہ ہے یا اس کا جماعت احمدیہ سے خاص تعلق ہے۔ قرآن تو سچائی کی راہ دکھائیگا اور جو فریق سچ پر ہوگا۔ اس کی حمایت کریگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چونکہ یقین تھا کہ آپ حق پر ہیں اس لئے قرآن بھی آپ کے ساتھ تھا۔ یہی وجہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرا کوئی دعویٰ قرآن کے مطابق نہ ہو تو میں اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دوں۔ اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دعویٰ کے متعلق شک تھا بلکہ یہ کہنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو یقین تھا کہ قرآن میری تصدیق ہی کریگا یہ امید ہے جس نے ہمیں دنیا میں کامیاب کر دیا اور آج وہی قرآن ہمارے ہاتھوں میں

ایک زندہ کتاب

ہے کل ہی مجھے ایک دوست نے جو غیر احمدی ہیں۔ خط لکھا جس میں وہ لکھتے ہیں میں نے آج سے کچھ عرصہ پہلے سلسلہ کی مخالفت کتابیں پڑھیں اور مجھے ان کے پڑھنے سے یوں معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں نہ صرف یہ کہ صداقت نہیں بلکہ ان کا صداقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ پھر میں نے کچھ

سلسلہ کی کتابیں

پڑھیں تو مجھے محسوس ہوا کہ ان کتابوں میں روحانیت پائی جاتی ہے مجھے آپ اور ایسی کتابیں بتائیں جو میں پڑھوں اور جن کے پڑھنے سے مجھے سلسلہ کے متعلق مزید واقفیت حاصل ہو۔ یہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے قرآن ہمیں

ہر میدان میں کامیاب

کر دیتا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے دلوں میں یہ امید بھر دی ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور اس پر جو شخص بھی غور کریگا وہ اس میں نئے حقائق اور نئے معارف پائیگا باقی لوگ ناامید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ جو کچھ ان کے بزرگوں کو مل گیا وہی سب کچھ تھا اب آئندہ کے لئے قرآن کے معارف کا دروازہ بند ہو چکا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر شخص سے اس کی

نیت کے مطابق معاملہ

ہوتا ہے اس لئے جب مسلمانوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے معارف کا دروازہ بند کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حقیقتاً ان پر قرآن کے معارف کے دروازے کو بند کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے آپ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے ابھی تین آدمی اس مجلس میں آئے ایک نے دیکھا کہ بیٹھنے کی کوئی جگہ نہیں وہ یہ دیکھ کر واپس چلا گیا دوسرا شخص آیا اور اسے جہاں بیٹھنے کی جگہ مل گئی بیٹھ گیا۔ اسے شرم آئی۔ کہ وہ واپس جائے۔ پھر تیسرا شخص آیا اس نے بھی دیکھا کہ بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں مگر اس نے گھس کر آگے اپنے لئے جگہ بنائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ شخص جو آیا اور مجلس سے منہ پھیر کر چلا گیا میں نے بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور جس نے شرم کی اور بیٹھ گیا۔ میں نے بھی اس کے گناہوں سے چشم پوشی کی۔ اور وہ شخص جس نے آگے اپنے لئے جگہ بنائی۔ میں نے بھی اسے اپنے قرب میں جگہ دی۔ تو جیسا انسان خدا سے اپنے متعلق امید رکھتا ہے ویسا ہی اس سے سلوک ہوتا ہے۔ جب ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ امید پیدا کی ہے کہ وہ ہم پر اپنے معارف کھولیگا تو یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہم پر

معارف کا دروازہ

کھولا گیا نہ صرف پہلوں جتنا بلکہ ان سے بہت زیادہ اس لئے کہ ہر زمانہ کے نئے معارف اور علوم الگ الگ ہوتے ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے

تازہ الہام کے زمانہ کا قرب

عطا کیا ہے۔ پس اس وجہ سے ہم پر بہت زیادہ معارف کھلے مگر پہلے مفسرین میں سے کوئی بھی ایسا مفسر نہیں جسے یہ بات حاصل ہوئی ہو بلکہ تمام مفسر دو سو اور چار سو سال کے بعد ہوئے اس لئے بہت سے معارف حاصل کرنے میں ان سے کوتاہی ہوئی مگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے ان سے بہت زیادہ علوم عطا کئے نادان ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ رازی نے جو کچھ لکھدیا وہی ہمارے لئے کافی ہے۔

امام رازی

الہام کے سلسلہ سے پانچ چھ سو سال بعد ہوئے اور ہم سے اللہ تعالیٰ نے الہام کے سلسلہ کو یوں قریب کیا ہے جس طرح دو انگلیاں آپس میں پیوست ہوتی ہیں۔ پس یاد رکھو

تمام کامیابیاں

امید سے وابستہ ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث قدسی میں فرماتے ہیں۔ کہ انا عند ظن عبدی بی۔ خدا بندے سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ جیسا بندہ اس پر گمان کرتا ہے۔ پس کبھی مت خیال کرو

اللہ تعالیٰ کی رحمت

اور اس کے فضلوں کے دروازے بند ہو چکے ہیں کبھی مت خیال کرو کہ قرآن مجید کے معارف کے دروازے پہلوں کے لئے ہی کھلے تھے ہمارے لئے بند ہو چکے ہیں۔ اور کبھی مت خیال کرو۔ کہ روحانیت کے مدارج پہلے لوگ حاصل کر چکے ہیں۔ اب حاصل نہیں ہو سکتے یہ سب باطل خیالات ہیں وہم ہیں اور جنون نا سدہ سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ جتنا جتنا یہ خیال راسخ ہوتا چلا جائے گا اتنا ہی کفر دلوں میں راسخ ہوتا چلا جائیگا۔ اور اسی نسبت سے ایمان دلوں سے کم ہونا شروع ہو جائیگا۔ پس خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔ اور ہر شخص جو اللہ تعالیٰ کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اسے پا لیتا ہے بقول مسیح ناصری " جو کوئی کھٹکھٹاتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے۔ وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے۔ اسکے واسطے کھولا جائیگا " پس اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹاؤ تا وہ تمہارے لئے کھول لا جائے۔ قرآن مجید بھی فرماتا ہے کلاً نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک جو شخص بھی کوشش کرتا ہے۔ اور جس رنگ میں کوشش کرتا ہے۔ وہ کامیاب ہو جاتا ہے پس

ہماری جماعت کا فرض

ہے کہ وہ کبھی مایوس نہ ہو۔ اور نہ کبھی ہمت ہارے۔ کیونکہ تمام قسم کی تاریکیاں تمام قسم کے گناہ اور تمام قسم کے عیوب اسی وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب انسان مایوس ہو جاتا ہے اور اپنے لئے چھوٹے درجہ پر قانع رہے اگر وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں پر امید رکھتا ہے۔ وہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ اور اگر وہ یہ بھی کرے اور اسی جدوجہد میں مر جائے تب بھی اس کی وہی حالت ہوگا جو اپنے ملک کی خاطر لڑتا ہوا مارا گیا کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ وہ سپاہی جس نے اپنے ملک کی خاطر جان دیدی۔ گو اس نے

فتح کا دن

نہیں دیکھا۔ نامراد رہا۔ ہرگز نہیں۔ کوئی بھی عقل والی گورنمنٹ بھی اس کی قدر کرتی ہے۔ اور اگر وہ اسے انعام نہیں دے سکتی۔ تو اس کی بیوی اور بچوں کو بدلہ دیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکومت سے تو کوئی شخص باہر نہیں جو اس جہاں میں مر جاتا ہے وہ اگلے جہاں میں زندہ ہوتا ہے۔ پس ایسا شخص بھی جو

اللہ تعالیٰ کے قرب کا مقام

حاصل کرنیکی جدوجہد میں وفات پا گیا گو اسے قرب حاصل نہیں ہوا لیکن ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہوگا کیونکہ وہ اس سپاہی کی طرح ہے جس نے اپنے ملک کی خاطر جان دیدی ۔

مشرقی بنگال میں تبلیغی دورہ کا پروگرام

مشرقی بنگال میں تبلیغی دورہ کا پروگرام جو ذیل میں درج ہے ۸ اپریل کو دفتر دعوۃ و تبلیغ میں پہنچا ہے۔ حالانکہ اس پروگرام کی رو سے دورہ شروع ہو چکا ہے ختم شدہ حصہ کو چھوڑ کر باقی پروگرام شائع کیا جاتا ہے۔ آئندہ اس قسم کا پروگرام قبل از وقت آنا چاہیئے (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اس اعلان کے ذریعہ صوبہ بنگال کے تمام احمدی احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کو صوبہ بنگال کا امیر مقرر فرمایا ہے حضرت اقدس کے ارشاد کے مطابق صوبہ کا مرکز کلکتہ قرار پایا ہے۔ صوبہ کا پراونشل دفتر برہمن بڑیہ سے تبدیل ہو کر کلکتہ آگیا ہے۔ اور باقاعدہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ ہمارے مبلغ مولوی سید سعید احمد صاحب ذیل کے پروگرام کے مطابق دورہ کریں گے۔ دورہ میں تمام جماعتوں کے تعلیمی و تبلیغی کاموں اور وصولی چندہ اور بجٹ ۱۹۳۲-۳۳ء کا معائنہ کریں گے۔ مالی سال رواں کا چونکہ اب اختتام ہے اس لئے صوبہ بنگال کی تمام جماعتہائے احمدیہ کے امراء و پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بہر بانی فرما کر اپریل کے اندر اندر اپنے تمام بقائے وصول کر کے خاکسار کے پاس بھیج کر حساب صاف کر دیں۔ اور بجٹ ۱۹۳۲-۳۳ء کا تیار کر کے ۱۵ ا پرنسپ اسٹریٹ کلکتہ کے پتہ پر خاکسار کے پاس ارسال کر کے ماجور ہوں ۔

تاریخ	مقام	تاریخ	مقام
۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء	پنیاپاڑہ	یکم و ۲ مئی ۱۹۳۲ء	برہمن بڑیہ
۱۶ " "	فقیر آٹی	۳،۴ " "	تاروا
۱۷ " "	مولوی پاڑہ	۶ تا ۸ " "	ڈھاکہ
۱۸ " "	بیرتلا	۹-۱۰ " "	تیج گاؤں
۱۹ " "	موناتیل	۱۱ تا ۱۳ " "	رکابی بازار
۲۰ " "	کاؤتلی	۱۵-۱۶ " "	منشی گنج
۲۱-۲۲ " "	شالگاؤ	۱۷-۱۸ " "	نارائن گنج
۲۳-۲۴ " "	کالی شیا	۱۹-۲۰ " "	ڈھاکہ
۲۵ " "	دیگرام	۲۱ تا ۲۳ " "	برہمن بڑیہ
۲۶ " "	کبیر چپور	۲۴ تا ۲۶ " "	تانار کالائی وغیرہ
۲۷ " "	اگرتلا	۲۷ تا ۳۰ " "	تیرہ گھاٹی وغیرہ
(Tippera Estate)		۳۱ " "	کیشور گنج
۲۸ " "	کرو ڈ وغیرہ	یکم تا ۳ جون ۱۹۳۲ء	باجیت پور
۲۹ " "		۴ تا ۵ " "	کیشور گنج
۳۰ " "	سیناٹی اپنی	۸ تا ۱۰ " "	میمن سنگھ
		۱۱ تا ۱۴ جون ۱۹۳۲ء	جمال پور وغیرہ
		۱۵ " "	برہمن بڑیہ

خاکسار

ابو طاہر محمود احمد امیر جماعت ہائے احمدیہ بنگال

صوبہ بنگال کی تبلیغی تنظیم

مکرمی حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال کی طرف سے صوبہ بنگال کی جو تنظیم کی گئی ہے۔ اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ چاروں افسران انچارج اپنے اپنے ضلع کے اندر تبلیغی کام کرنے اور کرانے کے ذمہ دار ہوں گے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

تقسیم بلحاظ وتوع	حلقہ تبلیغ بلحاظ اضلاع سرکاری	ہیڈ کوارٹر	نائب مہتمم تبلیغ
مشرقی بنگال	چاٹگام۔ نواکھالی۔ ٹپرا۔ میمن سنگھ۔ ڈھاکہ	برہمن بڑیہ	مولوی غلام صمدانی صاحب
شمالی بنگال	پٹنہ۔ راجشاہی۔ مالدہ۔ بوگرہ۔ دیناج پور۔ رنگپور۔ جلپائی گوری۔ کوچ بہار۔ دارجلنگ	رنگپور	مولوی محمد بدر الدین صاحب وکیل
مغربی بنگال	ندیا۔ مرشد آباد۔ بیربھوم۔ بردوان۔ ہگلی۔ ہاوڑہ۔ مدناپور	کھڑگپور	حافظ طیب اللہ صاحب
جنوبی بنگال	زیر پور۔ بریسال۔ کھلنا۔ جسور۔ ۲۴ پرگنہ	مقرر نہیں ہوا	مقرر نہیں ہوا

فی الحال تبلیغ کے لئے صوبہ بنگال میں چار شخص مقرر ہیں۔ دو کو صوبہ کی انجمن نے مقرر کیا ہے۔ اور دو صدر کی طرف سے ہیں۔ صوبہ کے مبلغ مولوی سید سعید احمد صاحب اور منشی عزیز احمد صاحب نے کام شروع کر دیا ہے۔ اول الذکر کا برہمن بڑیہ اور ثانی الذکر کا رنگپور ہیڈ کوارٹر ہے۔ ان کے لئے سال بھر میں کم از کم تین بار اپنے سارے ضلع میں دورہ کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور ہفتہ وار رپورٹ ضلع کے انچارج اور صوبہ کے امیر کو بھیجتے رہنے کی ہدایت کی گئی ہے اور تعلیم و تربیت جماعت پر بھی نگاہ رکھنی ان کے فرائض میں داخل ہے۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ صدر حسب الحکم صدر ڈھاکہ گئے ہوئے ہیں۔ وہاں ان کا ایک ماہ تک قیام رہیگا اس کے بعد ان کو کسی دوسرے ضلع میں بھیجدیا جائیگا ۔

کلکتہ میں مولوی ظہور حسین صاحب کام کر رہے ہیں۔ بمطابق ان نمازیوں کے لئے ناکافی ہونے کے سبب اس ماہ سے دوسرا ہال جو سابق ہال ۔۔۔ کرایہ پر لے لیا گیا ہے۔ ماہوار پچاس روپیہ علاوہ روشنی اور دیگر ضروریات کے صرف ہوتے ہیں ایک تبلیغی ماہوار بنگلہ اخبار چھوٹا سا جاری کرنے کا بھی ارادہ ہے جو چند ماہ کے بعد انشاء اللہ نکالا جائیگا ۔ (ابو طاہر محمود احمد)

ریاست جموں و کشمیر کے حالات

اسلام قبول کرنیکی سزا

غلام علی نومسلم سابق منگت رام ساکن موضع ڈگ ڈول تحصیل رام بن ضلع ادھم پور جو تین ماہ پیشتر برضا و رغبت مشرف باسلام ہوا۔ اسی وقت سے ازناتھ تحصیلدار اور تقیر چند سب انسپکٹر پولیس و افسران مقامی رام بن کے جور و استبداد کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ جرم محض یہی ہے کہ وہ مسلمان ہو کر چندہ فراہم کر رہا ہے۔ اور مسلم جماعتوں کی امداد کرتا ہے۔ اسے ڈرا دھمکا کر پھر مرتد ہو جانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی زمین اور گھر بار چھوڑ کر کہیں بھاگ جانے پر مجبور ہو گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کی جائداد بحق دھرم شاستر ضبط کر لی گئی ہے۔

موضع سیم علاقہ کھڑی کے اسیروں کی حالت زار

۵ اپریل۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ موضع سیم علاقہ میرپور کے چند مسلمانوں کے خلاف آغاز تحریک سول نافرمانی میں زیر دفعہ ۱۲۴ الف زیر ڈنڈ بدھی پولیس نے ایک مقدمہ دائر کیا تھا۔ اور انہیں ۱۵ اگست ۱۹۸۸ء کو گرفتار کر کے میرپور جیل میں محبوس کیا گیا تھا۔ آج پورے پانچ مہینے ہونے آئے۔ نہ ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی۔ نہ انہیں ضمانت پر رہا کیا گیا۔ حالانکہ جرم قابل ضمانت تھا۔ اور ملزمین نے متعدد درخواستیں بھی دیں۔ کہ ضمانت پر رہا کیا جائے۔ جیل میں انہیں سخت ایذا دی جاتی ہے۔ اور سخت ناروا سلوک ان سے کیا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی مکروہ چالیں

جموں ۶ اپریل۔ آج احاطہ کچہری میں ایک معزز مسلمان جو علاقہ میرپور کے باشندے معلوم ہوتے تھے کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے اسٹام خرید رہے تھے۔ کہ انہیں امرناتھ اسٹام فروش نے اپنے پاس بلا کر میرپور کے حالات دریافت کرنے چاہے۔ انہوں نے امرناتھ کے سوال پر کہا۔ میں میرپور کے حالات سے چند دنوں سے ناواقف ہوں۔ اسٹام فروش نے کہا۔ ان لیٹرے شورش پسندوں کو جیل کے سلوک سے عبرت حاصل ہوئی یا نہیں ان کے خاموش ہو جانے پر کہنے لگا کہ اب تو ان کی سات سالہ لڑکیوں تک کی آنتیں باہر نکل پڑی ہیں۔ کیا اس پر بھی انہیں عبرت نہ ہوئی ہوگی۔ آپ شرم شرم کہتے ہوئے ایک درخواست

لکھوا کر عدالت میں پیش کرنے چلے ہی گئے۔ کہ بیچ میں کئی ہندو دکانداروں نے پڑ کر امرناتھ کی طرف سے معافی مانگی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ اسی طرح یہ لوگ ابتداء میں بھی اشتعال انگیز حرکتیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی خونریزی ہوئی۔ اب قدرے امن کی صورت نظر آئی۔ تو پھر اصلی مفسد اور شورش پسند ہندو اپنے پر پرزے سنبھالنے لگے ہیں۔ ۲ نومبر ۱۹۳۱ء کے فسادات جموں کے ہندو ملزموں کو چھوڑ دینے سے بالآخر یہی نتیجہ نکلنا تھا۔ کہ باقی ہندو بھی خودسر ہو جاتے۔ حکومت کو جلد از جلد ان فتنہ پردازوں کا قرار واقعی استیصال کرنا چاہیئے۔ (نامہ نگار)

کھکیالہ پڑاوہ کے مظلوم مسلمان

یہ علاقہ مستاجری تھے ذریعہ جاگیر پونچھ کے ماتحت ہے۔ لیکن یہاں کے لوگ نہ تو پونچھ کے قوانین سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور نہ جموں کے قوانین سے موجودہ شورش کے دوران میں مسلمان نہ صرف یہ کہ خود پرامن رہے۔ بلکہ علاقہ کے ہندوؤں کی بھی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ جس کی تصدیق خود ہندوؤں کے بیانات سے ہو چکی ہے۔ مگر پھر بھی ناکردہ گناہ معزز مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو سخت زدوکوب کیا جا رہا ہے۔ اور لوٹ کھسوٹ ہو رہی ہے۔ عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ سب جج تحصیلدار اور پولیس افسر نہایت وحشیانہ اور منتقمانہ سلوک کر رہے ہیں۔ ذاتی کدورتوں کا بدلہ لیا جا رہا ہے۔ مہاراجہ صاحب جموں کو تاریں دی گئیں۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ مسلمان تنگ آکر ترک وطن پر مجبور ہو رہے ہیں۔ تین سو کے قریب پنجاب جا چکے ہیں۔

قاضی فقیر محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ریٹائر ہو گئے

ریاست پونچھ میں قاضی صاحب موصوف پولیس کے ایک معمولی درجہ سے ترقی کر کے اس مقام پر پہونچے تھے۔ اپنی انصاف پسندی اور عدل پروری کے باعث بہت ہر دلعزیز تھے۔ ریاست کی ملازمتوں میں مسلمانوں کی افسوسناک کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کا وجود بہت مفید تھا۔ مگر تیس سالہ بے داغ ملازمت کے بعد آپ ریٹائر ہو گئے ہیں۔ ۱۹ چیت ۱۹۸۸ء کو مسلمانوں کی طرف سے انہیں شاندار الوداعی ٹی پارٹی دی گئی۔ جس میں پیر حسام الدین صاحب نے تقریر کی اور آپ کی خدمات کا اعتراف کیا۔ (نامہ نگار)

کشمیر میں مسلمانوں پر تشدد

ہمارے نامہ نگار کی اطلاع کے مطابق سری نگر میں مسلمانوں پر تشدد کا دور تاحال جاری ہے۔ گورنر کرتار سنگھ کے ہاتھوں مسلمان سخت نالاں ہیں۔ ہر روز گرفتاریاں ہوتی ہیں۔ اور معمولی معمولی بہانے بنا کر پولیس تلاشیاں لیتی ہے اور مسلمانوں سے روپیہ

وصول کیا جاتا ہے۔ ہندواڑہ کے مسلمانوں کو وہاں کے تحصیلدار نے قریباً خاک میں ملا دیا ہے۔ برف پر لٹا کر لاٹھیوں سے زدوکوب کرایا جاتا۔ تلاشیوں کے بہانہ سب کچھ لوٹ لیا گیا۔ حتیٰ کہ کاشتکاری کا سامان بھی نہیں چھوڑا۔ داڑھیاں نوچی جاتی ہیں۔ عورتوں کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ اسی طرح سوپور اور بارہ مولا کے مسلمانوں کو بھی پنڈت بلہ کاک نے سخت تنگ کر رکھا ہے۔ اگر مذکورہ بالا افسروں کی ان علاقوں سے تبدیلی نہ کی گئی۔ تو مسلمانوں کی زندگی محال ہوگی۔

غداریوں کا صلہ

میر واعظ یوسف شاہ نے ڈل گیٹ کے کنارے ایک عظیم الشان بنگلہ تعمیر کرایا ہے جس کی لاگت کا اندازہ تیس ہزار کے قریب کیا جاتا ہے اس کے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ اس نے ریاست سے بہت سا روپیہ غداری کے صلہ میں لیا ہے بلکہ ہمارے نامہ نگار سے ایک معتبر ہندو نے بیان کیا۔ کہ اس نے ہندوؤں سے بھی روپیہ لیا ہے جس کی طرف وہ اشارہ کرے۔ پولیس فوراً گرفتار کر لیتی ہے۔ حال میں اس کی مہربانی سے دو غریب سکول ماسٹر ملازمت سے علیحدہ کئے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ بیچارے کشمیر کمیٹی کے ہم مداح تھے۔ دن رات اس کا کام گورنر کرتار سنگھ کے بنگلہ کا طواف کرنا ہے۔ مگر موٹر پر کیونکہ پبلک میں اس کے خلاف جذبات نفرت اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ پیدل یا تانگہ پر چلتے ہوئے اسے خود ہی خوف آتا ہے۔ وعدے کر کے توڑ دینے کی وجہ سے اس کے چھوٹے بھائی نے اس کے متعلق منافقت کا فتویٰ دیا ہے۔ یہی حال سعدالدین شال کا ہے اس کے متعلق بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے بہت سا روپیہ حکومت سے لیا ہے اور نئی نئی جائیدادیں خرید کر رہا ہے کہا جاتا ہے کہ اس کے دو لڑکے بھی ریاستی ملازمت میں لے لئے گئے ہیں۔

ٹھاکر کرتار سنگھ اور وزیر مال کا عہدہ

مسلمانان کشمیر کے کرم فرما ٹھاکر کرتار سنگھ صاحب ان دنوں جموں میں رونق افروز ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ ٹھاکر جنک سنگھ وزیر مال کی جگہ جو جلد اپنے منصب سے ریٹائر ہونے والے ہیں۔ اپنے تقرر کے لئے کوشاں ہیں۔ بحالات موجودہ یہ ناممکن بات نہیں۔ کیونکہ پنڈت ٹھاکر داس جیسے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ترقی دی گئی ہے۔ ٹھاکر کرتار سنگھ سے زیادہ مستحق نہیں۔ لہذا اگر ٹھاکر کرتار سنگھ کو وزیر مال بنا دیا جائے۔ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ (نامہ نگار)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ملاپ کا نامہ نگار جموں سے ۱۱ اپریل کو اطلاع دیتا ہے کہ کشمیر گول میز کانفرنس کے صدر مسٹر گلینسی نے کمیشن کے آخری اجلاس میں اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ ریاستی اسمبلی کے لئے مسلمانوں کو ۳۷ اور باقی ہندوؤں سکھوں۔ بدھوں وغیرہ کو ۲۸ نشستیں دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مہاراجا بہادر کے فیصلہ کے مطابق آئندہ مسلمانوں کو پچاس فیصدی ملازمتیں ملنی چاہئیں۔

دہلی میں یہ افواہ عام ہے کہ لندن میں جلد از جلد ہندوستان کے مختلف صوبجات کے گورنروں کے ایک اجلاس کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ وزیر ہند آئینی اصلاحات سے متعلق بعض امور کے متعلق ان سے مشورہ کر سکیں۔

۱۰ اپریل کو دہلی پولیس نے ایک مکان پر چھاپہ مار کر تین انقلاب پسندوں کو گرفتار کیا ہے جن میں سے دو بنگالی اور ایک پنجابی ہے۔ نیز جامع مسجد کے قریب ایک ہندو کے مکان کی تلاشی لے کر اس میں سے ایک خطرناک بم اور بم سازی کا سامان برآمد کیا ہے

احمد آباد سے ۱۰ اپریل کی خبر ہے کہ پولیس نے ایک ہندو کے مکان پر چھاپہ مارا اور دو ریوالور معہ کارتوسوں کے برآمد کئے۔ ملزم کو ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔ کہ اس نے مکان کی بالائی منزل سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ جس سے مجروح ہو گیا۔

الہ آباد میں کانگرسیوں کی فتنہ انگیزی سے پیدا شدہ ہنگامہ آرائی کی خبر گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ ہجوم نے تاریں کاٹ ڈالیں۔ اور سڑک کے آر پار بانس باندھ دیں۔ تا سوار پولیس نہ گذر سکے۔ ایک سب انسپکٹر کے مکان پر بھی حملہ کیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے ڈرانے کے لئے گولیوں کی ایک راؤنڈ بھی چلائی تھی۔ جس سے اس وقت تک ۱۳ آدمی ہلاک ہو چکے ہیں اس وقت تک ۱۴۰ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔ ۱۰ اپریل سے وہاں کرفیو آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔

گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں گاندھی جی کی بعض فلمیں تیار کی گئی تھیں۔ جنہیں چیف کمشنر دہلی نے ممنوعہ قرار دیا ہے۔

ڈھاکہ سے روز روشن میں مسلح ڈاکوؤں کی اطلاعات اکثر آتی رہتی ہیں۔ تازہ ترین یہ ہے کہ ریوالور اور خنجر سے مسلح دو نوجوانوں نے ایک شخص کو جو پوسٹل سرٹیفکیٹ کا روپیہ لئے جا رہا تھا۔ دن دہاڑے ایک بازار میں روک کر لوٹ لیا۔ اور بھاگ گئے

۱۰ اپریل کو سٹوڈنٹس یونین لاہور کے زیر اہتمام گول باغ میں قومی جھنڈا لہرانے کی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا کہ پولیس نے آکر یونین مذکور کے عہدیداروں کو گرفتار کر لیا۔ اور ہجوم منتشر کر دیا۔

پنجاب چیمبر ایسوسی ایشن کی طرف سے ۹ اپریل کو لندن میں وزیر ہند کو ٹی پارٹی دی گئی۔ ارکان نے جو تقریریں کیں۔ ان میں ہندوستان سے آرڈی نینس واپس لئے جانے پر زور دیا گیا۔ وزیر ہند نے جوابی تقریر میں کہا۔ ہندوستان کا سوال بہت مشکل ہو رہا ہے۔ اور شاید ہی ایسے حالات کسی اور ملک میں کبھی پیش آئے ہوں۔ وہاں امن و سکون کی بحالی اشد ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر دستور اساسی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

پنجاب لوکل سیلف گورنمنٹ نے سیالکوٹ میونسپلٹی کے چھ ممبروں کو اس لئے رکنیت سے علیحدہ کر دیا ہے کہ انہوں نے احراری جلسوں میں شرکت کی تھی۔ اور اس وجہ سے سزایاب ہوئے تھے

کچھ عرصہ ہوا ناگپور میونسپلٹی بلڈنگ سے حکومت نے قومی جھنڈا اتروا دیا تھا۔ اس پر احتجاج کے طور پر ۹ ممبر مستعفی ہوئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان کے استعفے منظور کر لئے گئے ہیں

معلوم ہوا ہے کہ کابل میں روس اور افغانستان کے درمیان ڈاک کے انتظامات کے متعلق ایک معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے یورپ کی ڈاک اب جلد ہندوستان پہنچ جایا کرے گی۔

دیگر مقامات کی طرح ضلع جالندھر کے اچھوتوں نے بھی حال میں ایک جلسہ منعقد کر کے حکومت سے جداگانہ نیابت کا مطالبہ کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ ہمارے نمایندہ صرف ڈاکٹر امبدکر ہیں۔

مدورا سے ۹ اپریل کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ کانگرسیوں نے ایک تاڑی کی دوکان پر پکٹنگ کیا۔ پولیس نے انہیں لاٹھی چارج کے ذریعہ منتشر کیا۔ لیکن جب پولیس واپس تھانہ کو آ رہی تھی۔ تو ہجوم نے اس پر سنگباری شروع کر دی۔ جس سے ۴ کنسٹیبل مجروح ہوئے۔ پولیس نے دوبارہ لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ جس سے تیس اشخاص زخمی ہو گئے۔

برلن کی اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ فرانس ان دنوں جاپان کے معاملات میں بہت دلچسپی لے رہا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ چین میں سوویٹ تحریک کی توسیع سے اسے خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں اس کا نو آبادی ہند چینی بھی اس کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔

جو نگکہ سب کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ فیڈرل دستور میں کوئی خراج بصورت نقدی یا علاقہ قائم نہیں رہیگا۔ ریاست کپورتھلہ کے وزیر حضوری نے مجلس تحقیقات ریاست ہائے ہند کو ایک یادداشت پیش کی ہے۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ جگراؤں نرائن گڑھ اور نورمحل کے علاقے ریاست کو واپس کر دئے جائیں۔ جو آج تک حکومت برطانیہ کے پاس بطور خراج موجود ہیں

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ بین الاقوامی مزدور کانفرنس کے سولہویں اجلاس میں جو ۱۲ اپریل کو جنیوا میں منعقد ہوگا۔ ہندوستان کی طرف سے دو انگریزوں کے علاوہ دیوان چمن لال۔ مسٹر شنکھم چیٹی۔ اور مسٹر بابو بیندرا ناتھ مترا شامل ہوں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ ٹھاکر جنک سنگھ وزیر مال ریاست جموں و کشمیر بوجہ خرابی صحت ۱۲ ماہ حال کو ریاستی خدمات سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔

محکمہ انکم ٹیکس نے عدم ادائیگی کی پاداش میں ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی واقعہ دہلی سے بہت سا فرنیچر ضبط کر لیا ہے۔

۹ اپریل کو سٹی مجسٹریٹ دہلی نے مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ العلماء کے مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے ایک سال قید محض کا حکم دیا اور بی کلاس کی سفارش کی۔

دہلی سے ۱۱ اپریل کی اطلاع ہے کہ دفعہ ۱۴۴ میں مزید ایک ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔ لوگوں کو لاٹھیاں اور آتشیں اسلحہ لے کر چلنے کی ممانعت ہے۔

کلکتہ سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے کہ نارتھ بنگال ایکسپریس جب سیالدہ ریلوے سٹیشن سے روانہ ہوئی۔ تو گارڈ کے کمرہ پر پے در پے باہر سے فائر کئے گئے۔ گاڑی چونکہ حرکت میں تھی۔ لہذا کوئی نقصان نہیں ہو سکا۔

ضلع کھیڑا کے کلکٹر نے کسانوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے انکشاف کیا۔ کہ جو لوگ دوسروں کو محاصل کی ادائیگی سے روکتے ہیں۔ وہ اپنی واجب الادا رقوم ادا کر رہے ہیں۔ مثلاً گاندھی جی کے آشرم۔ گئوشالہ۔ اور دیگر اداروں کے محاصل چند روز ہوئے بذریعہ چیک داخل کر دئے گئے ہیں۔ کیا بے نظیر اصول پرستی ہے۔

۱۱ اپریل کو عین دوپہر کے وقت جب ایک پوسٹمین کلکتہ کے مشرقی حصہ میں ڈاک تقسیم کر رہا تھا تو کسی نامعلوم شخص نے پیچھے سے فائر کیا۔ مگر اس نے بیگ نہ چھوڑا۔ اس پر دوسرا فائر کیا گیا۔ جس سے وہ گر گیا۔ بیگ لے کر جس میں تین ہزار چھ سو روپیہ تھا۔ ۴ حملہ آور ٹیکسی میں سوار ہو کر بھاگ گئے۔

۱۱ اپریل کو پشاور میں پولنگ ختم ہو گیا۔ نتائج کا اعلان ۱۵ کو کیا جائیگا۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا